ماہنامہ

الاشرف

کراچی

جولائی ۲۰۲۴ء

Reg. # MC 742

Web: www.ashrafia.net

بیاد گار امام العارفین زبدۃ الصالحین حضرت غوث العالم
محبوب یزدانی مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

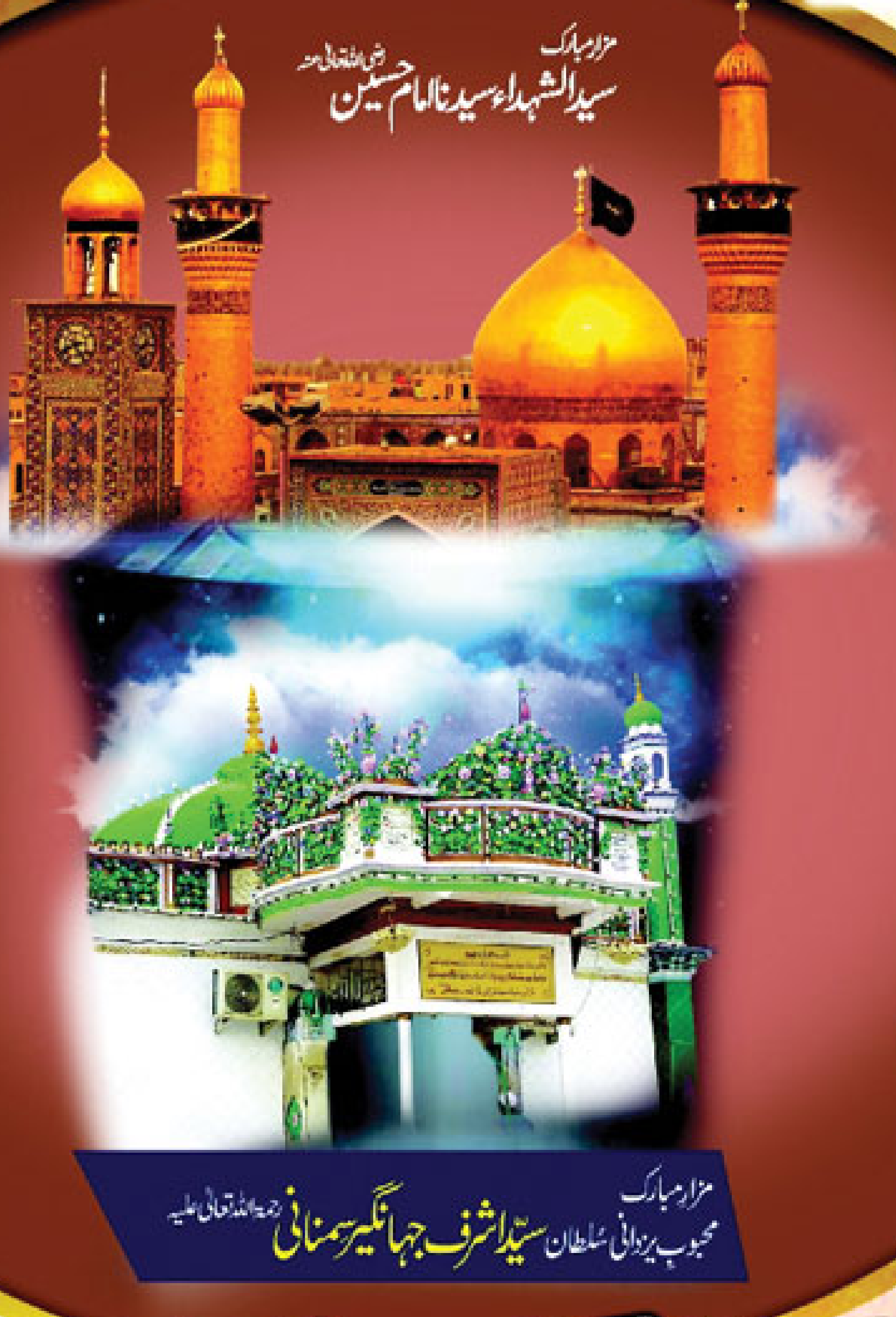

- درسِ قرآن
- درسِ حدیث
- حضور سیدِ عالم ﷺ کی ہجرتِ مدینہ
- حضور خاتم النبیین ﷺ کی نبوت پر دلائل
- دربار یزید میں حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا خطاب
- حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ
- تارک السلطنت محبوبِ یزدانی حضرت مخدومِ سمنانی قدس سرہ
- حضرت غوث العالم قدس سرہ کی رباعی

بانی اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی قدس سرہ

ماہنامہ

الاشرف

کراچی

اسلامی تعلیمات اور روحانی اقدار کا علمبردار
پاکستان میں سلسلہ اشرفیہ کا واحد ترجمان

اے اشرف زماں زمانہ مدد نما
درہائے بستہ را زکلید کرم کشا

محرم الحرام ۱۴۴۶ھ

جولائی ۲۰۲۴ء جلد نمبر ۴۶ شمارہ نمبر ۷

(رجسٹرڈ نمبر MC 742)

بیاد گار بزرگان محترم

غوث العالم تارک السلطنت محبوب یزدانی حضرت مخدوم میر اوحد الدین سلطان
سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

قطب ربانی حضرت ابو مخدوم شاہ
سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

بانی

اشرف المشائخ حضرت ابو محمد شاہ
سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

روحانی سرپرست

قائد ملت حضرت علامہ
سید محمود اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف امبیڈکر نگر (بھارت)

ایڈیٹر

ابو المکرم ڈاکٹر **سید محمد اشرف** جیلانی
سجادہ نشین
درگاہ عالیہ اشرفیہ، اشرف آباد، فردوس کالونی، کراچی

سب ایڈیٹر

صاحبزادہ **حکیم سید اشرف** جیلانی

فون نمبر:

0321-9258811 | 021-36600676

مقامِ اشاعت

درگاہ عالیہ اشرفیہ اشرف آباد فردوس کالونی، کراچی۔ 74600

قیمت =/40 روپے | **سالانہ =/400 روپے**

نگراں انتظامی امور : سید محبوب اشرف جیلانی

مشاورت : سید اعراف اشرف جیلانی

پروف ریڈر
مولانا عرفان اشرفی
مقصود اویسی / نعمان اشرفی

ڈیزائننگ اینڈ کمپوزنگ
محمد ابراہیم اشرفی
محمد اجواد عطاری

سرکولیشن
محمد بلال اشرفی / محمد قدیر اشرفی
محمد ثاقب اشرفی

پرنٹر و پبلیشر: ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی نے الاشرف آفسٹ پرنٹنگ پریس، ناظم آباد سے چھپوا کر شائع کیا

https://www.ashrafia.net

ماہنامہ الاشرف

اس شمارے میں

حمد ونعت	جناب جمیل عظیم آبادی صاحب، جناب سید مشہود حسن رضوی صاحب	3
آغازِ گفتگو	ایڈیٹر	4
درسِ قرآن	حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی علیہ الرحمہ	6
درسِ حدیث	حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ	8
حضور سیدِ عالم ﷺ کی ہجرتِ مدینہ	ادارہ	10
تارک السلطنت، محبوب یزدانی حضرت مخدومِ سمنانی قدس سرہ	ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی	15
اسلامی کلینڈر کے ماہ اوران کی خصوصیات	جناب محمد علیم شاہد صاحب	20
دربار یزید میں حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا خطاب	حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی صاحب	23
حضور خاتم النبیین ﷺ کی نبوت پر دلائل	جناب مہتام عالم اشرفی صاحب	26
حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمہ	جناب عبدالروف عروج صاحب	29
ظالموں کا انجام	جناب عبداللہ صاحب	32
حضرت غوث العالم قدس سرہ کی رباعی	حضرت اشرف المشائخ ابومحمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ	37
حضرت عاتیکہ بنت عبدالمطلب	سیدہ بنت حکیم سید اشرف جیلانی	39
فقہی سوالات کے جوابات...(ماہ محرم الحرام کے متعلق)	حضرت علامہ مفتی سعید احمد اشرفی دامت برکاتہم العالیہ	41
سرکارِ دوعالم ﷺ کے طبی ارشادات	حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ	44
الاشرف نیوز	صاحبزادہ سید صابر اشرف جیلانی	46

https://www.ashrafia.net

باری تعالیٰ

حمد

جناب جمیلؔ عظیم آبادی صاحب

نہ تو تخت و تاج کو جستجو ، نہ تو سیم و زر کی تلاش ہے
مجھے آج تک جو نہ مل سکا، اسی مستقر کی تلاش ہے

یہ قمر، یہ شمس، یہ کہکشاں، یہ نسیم صبح، یہ گلستاں
ہیں تراشے جس نے یہ آئینے، اسی شیشہ گر کی تلاش ہے

مرے درد سے جو ہے آشنا، مرے غم کی رکھتا ہے جو دوا
مجھے قریہ قریہ نگر نگر ، اسی چارہ گر کی تلاش ہے

یہی فکر ہے کہ یہ فاصلہ کرے کیسے طے یہ شکستہ پا
سرِ عرش مجھ کو جو لے اُڑے اسی بال و پر کی تلاش ہے

مجھے بات اس کی بتا سکے، مجھے اس کی دکھا سکے
مجھے اپنی منزل شوق اسی راہبر کی تلاش ہے

ہے جمیلؔ ہر سو وہ بے گماں، مری آنکھ سے ہے مگر نہاں
اُسے دیکھ لے جو حجاب میں، مجھے اُسی نظر کی تلاش ہے

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نعتِ رسول

جناب سید مشہودؔ حسن رضوی صاحب

مدینے کی خوشبو جگاتی ہے مجھ کو
یہ دلبر مناظر دکھاتی ہے مجھ کو

تڑپتی ہیں نظریں مچلتے ہیں جذبے
فضائے مدینہ بلاتی ہے مجھ کو

مدینے کی پُرکیف آب و ہوا میں
گلابوں کی خوشبو لبھاتی ہے مجھ کو

مقامِ اُحد ہے وفا کا دفینہ
شہیدوں کی خوشبو بلاتی ہے مجھ کو

جبیں جب جھکاؤں درِ مصطفیٰ ﷺ پر
یہ عرشِ معلیٰ دکھاتی ہے مجھ کو

یہ روداد مشہودؔ کس کو سناؤں
مدینے کی فرقت رُلاتی ہے مجھ کو

https:.//www.ashrafia.net

آغازِ گفتگو

ایڈیٹر

محرم الحرام کی آمد ہے، جب یہ شمارہ آپ کے ہاتھ میں ہوگا تو نیا اسلامی سال ۱۴۴۶ھ شروع ہو چکا ہوگا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس نئے اسلامی سال کو تمام عالمِ اسلام اور خصوصاً پاکستان کے مسلمانوں کے لیے امن وسلامتی کا سال بنائے۔ آمین

محرم الحرام اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے اور اس ماہ میں نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بتول حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی قربانی ہے اور ذی الحج اسلامی سال کا آخری مہینہ ہے۔ اس میں حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی ہے، گویا اسلامی سال شروع ہوتا ہے تو قربانی کا پیغام لے کر آتا ہے اور جب جاتا ہے تو قربانی کا پیغام دیتا ہوا جاتا ہے۔

ووِمین ملک بینک (Women Milk Bank):

ہمارے ملک پاکستان میں آئے دن کوئی نا کوئی فتنہ پیدا ہوتا رہتا ہے اور لبرل قسم کے مسلمان اسلام کو اپنے مطابق چلانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور چند ہفتوں یا مہینوں کے بعد کوئی نا کوئی ایسا اقدام کرتے ہیں جس سے اسلام کو نقصان پہنچے۔ ابھی چند روز قبل ووِمین ملک بینک کا افتتاح ہوا۔ اس کی تصاویر ویب سائٹ پر آئیں۔ **اس بینک کے قیام کا مقصد یہ بتایا گیا کہ خواتین اس بینک میں اپنا دودھ جمع کرائیں گی اور پھر وہ دودھ سب بچوں کو پلایا جائے گا۔** غور کرنے کا مقام ہے کہ اگر ایسا ہوگا اور ہزاروں بچے ان خواتین کا دودھ پئیں گے تو پتا ہی نہیں چلے گا کہ کس بچے نے کس خاتون کا دودھ پیا ہے اور دودھ پینے کی وجہ سے وہ بچے آپس میں رضاعی بہن بھائی ہوجائیں گے اور رضاعی بہن بھائی ہونے کی صورت میں نکاح حرام ہوجائے گا یعنی حرام کاری کا دروازہ کھولنے کے لیے اس بینک کا افتتاح کیا گیا لیکن الحمدللہ! علماء کی جانب سے احتجاج پر اس بینک کو بند کردیا گیا۔ عوام اہلسنت کو چاہیے کہ ان فتنوں سے ہوشیار رہیں اور کوئی بھی ایک عمل دیکھیں جو اسلام کے خلاف ہو فوراً اس کی سرکوبی کے لیے تیار ہوجائیں۔

KESC اور حکومت کا عوام پر ظلم:

سب جانتے ہیں کہ بجلی کے بلوں نے عوام کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔ اس مہنگائی کے دور میں جس کی تنخواہ ۲۰ یا ۲۵ ہزار بھی ہو وہ ۳۰ ہزار کا بل کیسے ادا کرے گا، پھر ظلم یہ ہے کہ اگر بل ۱۵

https:.//www.ashrafia.net

ہزار کا ہے تو اس پر مختلف ٹیکس لگا کر ۳۰ ہزار تک پہنچا دیا جاتا ہے اور اسی پر بس نہیں ہے بلکہ حکومت بلوں میں مزید اضافے کا سوچ رہی ہے۔ دوسری طرف جج حضرات جن کی تنخواہیں پانچ لاکھ سے زائد ہیں۔ انہیں کئی سو یونٹ بجلی فری ہے۔ اسی طرح قومی وصوبائی اسمبلی کے ممبران، وزراء اور فوج کے افسران جو لاکھوں میں تنخواہیں لے رہے ہیں، ان کے لیے کئی سو یونٹ بجلی فری ہے اور عوام جن کی تنخواہیں کم ہیں، چھوٹے چھوٹے گھروں میں رہ رہے ہیں، ان کے لیے ۵۰، ۶۰ ہزار کے بل ہر مہینے تیار ہوتے ہیں اور پھر ایک طرفہ تماشا یہ کہ رات کو ۳ یا ۴ بجے بجلی بند کر دی جاتی ہے۔ غریب لوگ گلی میں چار پائی ڈال کر لیٹ جاتے ہیں لیکن ان کی عورتیں گھروں میں سخت گرمی میں جاگ کر رات گزارتی ہیں۔

ہم اربابِ اقتدار اور آرمی چیف سے درخواست کرتے ہیں کہ خدا کا خوف کریں اور اس طرف توجہ دیں، غریب عوام کے لیے آسانی پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ آج آپ عوام پر رحم کرتے ہوئے ان کی پریشانیوں کو اور مسائل کر حل کریں گے تو کل خالقِ کائنات آپ پر رحم فرمائے گا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو ایک دوسرے کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خاک پائے مخدومِ سمنانی

فقیر ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی

سجادہ نشین درگاہِ عالیہ اشرفیہ، فردوس کالونی، کراچی

ہجری سال

۱۴۴۶ھ

کا آغاز...

تمام عالمِ اسلام کو

ادارہ ''الاشرف''

کی جانب سے

اسلامی سالِ نو

مبارک ہو....

ہماری دعا ہے کہ پوری اُمتِ مسلمہ

کے لیے یہ سال امن وسکون

سلامتی اور خوشحالی کا سال ثابت ہو...

https:.//www.ashrafia.net

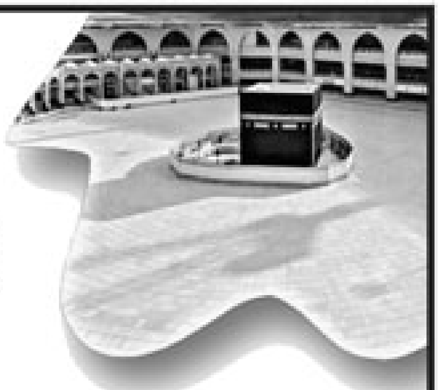

درسِ قرآن

حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ

پارہ نمبر ۶ سورۃ المائدہ آیت نمبر: ۵۷ تا ۵۸

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيۡنَ اتَّخَذُوۡا دِيۡنَكُمۡ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ وَالۡكُفَّارَ اَوۡلِيَآءَ‌ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ (۵۷) وَاِذَا نَادَيۡتُمۡ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوۡهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا‌ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ قَوۡمٌ لَّا يَعۡقِلُوۡنَ (۵۸)

ترجمہ:

اے ایمان والو! نہ بناؤ ان کی طرح اپنے دین کو ہنسی اور کھیل ان کی طرح جنہیں کتاب دی گئی تم سے پہلے کافروں کو دوست اور ڈرو اللہ سے اگر ہو تم ایمان والے! اور جب تم اذان دیتے ہو نماز کے لیے ہنسی کھیل بناتے ہیں، یہ اس وجہ میں کہ وہ قوم بے عقل ہے۔

شانِ نزول:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوا .... اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رفاعہ بن زید بن تابوت اور سوید بن حرث دونوں بظاہر مسلمان ہو گئے تھے بعد میں منافق ہو گئے۔ بعض مسلمان ان سے محبت رکھتے تھے اور ان سے اپنے تعلقات قائم کیے ہوئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیتِ کریمہ نازل فرمائی اور ظاہر کیا کہ محض زبان سے اظہار ایمان کرنا اور دل میں کفر مخفی رکھنا دین کو ہنسی کھیل بنانا ہے۔

هُزُوًا وَّلَعِبًا

روح المعانی میں ہزء کے متعلق صحاح میں تحریر یہ استعمال ہوا ہے اور محاورہ میں اخفش سے مروی ہے۔ واستهزئت به واستهزئت وهزأت یہ بھی ہے ،هزؤ اور مهزاة عن ابي زيد و رجل هزأة بالتسكين اى يهزأبه ابی زید سے ہے کہ آدمی نے استہزاء کیا کبھی تسکین کے پہلو سے وهزأة بالتحريك هزء بالناس بھی محاورہ میں آتا ہے۔ اس کی چار صورتیں ہیں:

اوّل: هَزُءٌ ... بضم الزاءمع الهمزة .. یہی اصل لغت ہے اور اجود محاورہ ہے۔

ثانی: هَزُءٌ ... بضم الزاءمع ابدال الهمزة ..

ثالث: هَزْأً ... باسكان الزاءمع الهمزة ..

https://www.ashrafia.net

رابع: هَزْئٌ... کہدی اور قراء نے اخیر کے سوا تینوں کو جائز مانا ہے۔

اورلعب ضد الجد کمافی القاموس وفی مجمع البیان

هوالاخذ علی غیر طریق الجد و مثله عبث واصله من لعاب الصبی..یقال لعب کسمع ومنع اذا سال لعابه وخرج الی غیر جهته ۔(روح المعانی)

یعنی جن لوگوں نے تمہارے دین اسلام کو مذاق و دل لگی بنالیا ان کو دوست نہ بناؤ اس لیے کہ بت پرست مشرک جو اہل کتاب سے بھی بدتر ہیں۔(خازن)

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ خدا کے دشمنوں سے دوستی کرنا ایماندار کا کام نہیں۔

وَاِذَا نَادَیْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ..........بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ

بیہقی دلائل میں بطریق کلبی ابی صالح سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ناقل ہیں۔

قال کان منادی رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا نادی بالصلوٰة فقام المسلمون الیها قالت الیهود قدقاموا الا قاموا فاذا راوهم رکعاوسجدا استهزء وابهم وضحکوامنهم

مؤذن جب ندا بالصلوٰۃ کرتا تو مسلمان اس طرف جانے کو کھڑے ہوتے تو کہتے یہود کھڑے ہوئے نماز قائم کرنے کو جب ندا بالصلوٰۃ کرتا تو جب وہ دیکھتے رکوع اور سجدے میں تو مذاق اُڑاتے اور ہنستے، سر نیچے کولھے اُوپر، اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

اور ابن جریر وغیرہ سدی سے راوی ہیں کہ مدینہ طیبہ میں جب کوئی (مؤذن) اذان میں اشهد ان محمد الرسول الله کہتا تو ایک نصرانی کہا کرتا حوق الکاذب جل جائے جھوٹا، ایک شب اس کا نوکر آگ لایا وہ اور اس کے گھر کے لوگ سو رہے تھے، آگ سے ایک شرارہ اُڑا اور تمام گھر میں آگ لگ گئی۔ وہ نصرانی مردود اور اس کے گھر کے سب لوگ جل کر اپنے کیفر کردار کو پہنچ گئے۔ (خازن)

ایسوں کے لیے فرمایا: قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ اس لیے کہ ایسی سفیہانہ حرکات ایسے ہی سفیہ اور جاہل کرسکتے ہیں۔ (خازن)

اس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ اذان نص قرآنی سے ثابت ہے

نواسۂ رسول، جگر گوشہ بتول **حضرت سیدنا امام حسین** رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں بھی سرکارِ دو عالم ﷺ نے پہلے ہی ارشاد فرما دیا تھا۔

اِنَّ ابْنِیْ هٰذَا یَعْنِی الْحُسَیْنَ یُقْتَلُ بِاَرْضٍ مِنْ اَرْضِ الْعِرَاقِ یُقَالُ لَهَا کَرْبَلَاء فَمَنْ شَهِدَ ذٰلِكَ مِنْهُمْ فَلْیَنْصُرْهُ۔

البغوی وابن السکن والباوردی وابن منده وابن عساکر عن أنس بن الحارث بن منبه۔

"یقیناً میرا یہ بیٹا (یعنی حسین رضی اللہ عنہ) عراق کے ایک علاقہ میں شہید کیا جائے گا، جسے "**کربلا**" کہا جائے گا، تو افرادِ امت میں سے جو اس وقت موجود ہو اسے چاہیے کہ ان کی نصرت وحمایت میں کھڑا ہو جائے۔

(کنزالعمال، حدیث نمبر: ۳۳۳۱۴)

---

https://www.ashrafia.net

درسِ حدیث

حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ

وَعَنِ الْحَکَمِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ نَہٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ طُھُوْرِ الْمَرْاَۃِ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَزَادَ اَوْقَالَ بِسُؤْرِھَا وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

وَعَنْ حُمَیْدِ الْحِمْیَرِیِّ قَالَ لَقِیْتُ رَجُلًا صَحِبَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَ سِنِیْنَ کَمَا صَحِبَہٗ اَبُوْھُرَیْرَۃَ قَالَ نَہٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ تَغْتَسِلَ الْمَرْاَۃُ بِفَضْلِ الرَّجُلِ اَوْیَغْتَسِلُ الرَّجُلُ بِفَضْلِ الْمَرْاَۃِ زَادَ مُسَدَّدٌ وَّ لْیَغْتَرِفَا جَمِیْعًا رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَزَادَ اَحْمَدُ فِیْ اَوَّلِہٖ نَہٰی اَنْ یَّمْتَشِطَ اَحَدُنَا کُلَّ یَوْمٍ اَوْیَبُوْلَ فِیْ مُغْتَسَلٍ وَّرَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ سَرْجِسٍ۔

ترجمہ:

روایت ہے حضرت حکم ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے (۱) فرماتے ہیں کہ منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہ مرد عورت کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے وضو کرے (۲) (ابوداؤد، ابن ماجہ) اور ترمذی نے ان دونوں سے زیادہ کیا فرمایا: عورت کے جوٹھے سے اور فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

روایت ہے حمید حمیری سے (۳) فرماتے ہیں کہ میں اس شخص سے ملا جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں چار سال رہے (۴) فرمایا: منع کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے کہ عورت مرد کے بچے ہوئے سے غسل کرے یا مرد عورت کے بچے ہوئے سے غسل کرے (۵) مسدد نے یہ بڑھایا (۶) کہ دونوں ایک ساتھ چلو لیں (۷) اسے ابوداؤد نسائی نے روایت کیا اور احمد نے اس کے اوّل میں یہ بھی زیادتی کی کہ حضور نے صلی اللہ علیہ وسلم منع فرمایا اس سے کہ ہم میں سے کوئی روزانہ کنگھی کرے یا غسل خانہ میں پیشاب کرے (۸) اسے ابن ماجہ نے عبداللہ ابن سرجس سے روایت کیا۔

شرح:

صحابی کا تعارف:

(۱) آپ صحابی ہیں، غفاری ہیں، بصرہ میں قیام رہا، زیاد نے پہلے آپ کو بصرہ کا، پھر خراسان کا حاکم بنایا، ۵۱ھ مقام مرہ میں آپ کا انتقال ہوا (۲) یہ ممانعت تنزیہی ہے یعنی عورت کے غسل یا وضو سے بچے ہوئے پانی سے مرد کا غسل یا وضو کرنا بہتر نہیں، لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

https:.//www.ashrafia.net

نے ایک بار اپنی بعض ازواج کے بچے ہوئے پانی سے وضو کیا اور فرمایا کہ: ''پانی جنب نہیں ہوتا'' کیونکہ وہ حدیث بیان جواز کے لیے ہے اور یہ بیان استحباب کے لیے ہے۔

تابعی کا تعارف:

(۳) آپ حمید ابن عبد الرحمن ہیں، بصرہ کے باشندے، قبیلہ حِمیر سے ہیں، جلیل القدر تابعی ہیں، اپنے زمانہ میں بڑے عالم تھے (۴) وہ صحابی یا حکم ابن عمرو ہیں یا عبداللہ ابن سرجس یا عبداللہ ابن مغفل، چونکہ تمام صحابہ عادل ہیں اس لیے صحابی کا نام معلوم نہ ہونا مضر نہیں (۵) یہ ممانعت بھی تنزیہی ہے یعنی ایسا کرنا بہتر نہیں اگر کرے تو حرج بھی نہیں (۶) آپ کا نام مسدَد (دال کے فتح) سے ابن مسرحد ہے، تبع تابعین میں ہیں، بصرہ کے باشندے ہیں، ۱۲۸ھ میں وفات ہوئی (۷) یعنی اگر عورت و مرد ایک برتن سے وضو یا غسل کریں تو آگے پیچھے چلو نہ لیں بلکہ ایک ساتھ لیں تاکہ ان میں سے کوئی دوسرے کے فضلہ سے طہارت نہ کرے اگرچہ آئندہ چلوؤں میں فضلے سے ہی طہارت ہوگی مگر یہ معاف ہے (۸) غسل خانہ میں پیشاب کرنا وسوسہ کی بیماری پیدا کرتا ہے خصوصاً جب کہ پانی نکلنے کی کوئی نالی وغیرہ نہ ہو اور روزانہ بال کاڑھنے مانگ نکالنے میں غفلت پیدا ہوتی ہے۔ یہ کام کبھی کبھی کرنا سنت ہے، بال پراگندہ رکھنا بھی ٹھیک نہیں۔

نذرانۂ عقیدت

جناب توفیق احسنؔ برکاتی صاحب

روح والو! درِ اشرف پہ چلو عزم کریں
عشق و عرفان کی بستی میں کوئی بزم کریں

یہ کچھوچھہ کی زمین رکھتی ہے تشبیہِ فلک
بارشِ نور میں لگتی ہے طریقت کی جھلک

حضرت سید مخدوم کا روضہ ہے یہاں
سرخمیدہ ہے یہاں روح کا تابندہ جہاں

ملکِ سمناں کی شہنشاہی کو چھوڑا جس نے
نفس میں جاگزیں اصنام کو توڑا جس نے

علم و عرفان کا اِک بحر رواں ذات ان کی
دل کی دنیا کو بدلتی ہے ہر بات ان کی

ان کے دربار میں ہوتا ہے علاجِ امراض
پورے ہوتے ہیں یہاں لوگوں کے جائز اغراض

علمِ قرآن و شریعت میں وہ عالم بھی تھے
راہِ عرفان و طریقت میں وہ سالم بھی تھے

اِک نگہ ڈال کے دنیا ہی بدل دیتے ہیں
دور والے کو بھی وہ پاس بلا لیتے ہیں

روحِ احسنؔ پہ ہو روحانی کرم کی بارش
پائے خامہ بھی یہ تزئین ادب کی تابش

https:.//www.ashrafia.net

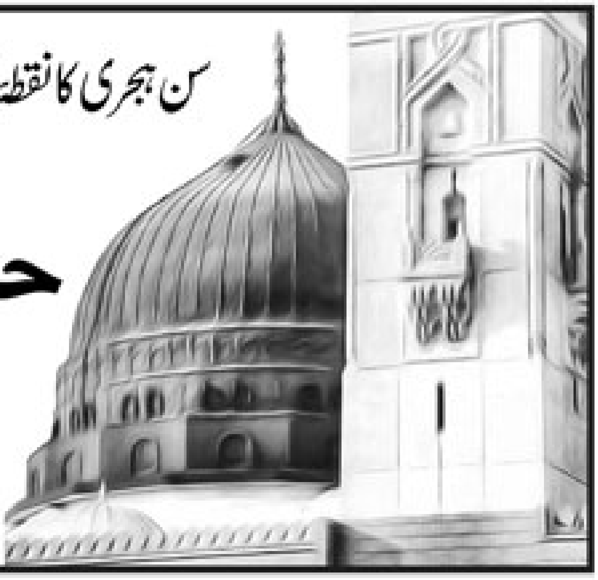

گوشۂ سیرت

سن ہجری کا نقطۂ آغاز

حضور سیدِ عالم ﷺ کی ہجرت مدینہ

ادارہ

جب اللہ تعالیٰ نے مکے سے ڈھائی تین سو میل دور یثرب نامی بستی کے مکینوں کے دلوں میں اسلام کی محبت ڈال دی اور ۷۰ سے زائد اہل وفا نے ایام تشریق میں منیٰ کی ایک گھاٹی کے دامن میں نصف شب کے بعد اپنے آقا ﷺ کی بیعت کی اور ہر دشمن سے اپنے آقا کا دفاع کرنے کے لیے جان و مال کی بازی لگا دینے کا عہد کیا تو مکے کے ستم رسیدہ مسلمانوں کو ایک نئی پناہ گاہ مل گئی۔ جہاں وہ عزت و آرام سے اسلام کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق زندگی بسر کر سکتے تھے اہل مکہ کو جب یثرب والوں کے مسلمان ہونے کا علم ہوا تو یہ خبر ان پر بجلی بن کر گری اور مسلمانوں پر انہوں نے جبر و تشدد کی مہم ازسرنو بڑی تیزی سے شروع کر دی۔ حضورِ اکرم ﷺ سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ہجرت کرنے کی اجازت طلب کی۔ یہ وہ لوگ تھے جو یہ حضور ﷺ کے اِذن کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھاتے تھے، آپ ﷺ نے چند روز سکوت اختیار فرمایا اور پھر ایک روز جانِ عالم ﷺ مسکراتے ہوئے صحابہ کرام کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''مجھے بتایا گیا ہے کہ تمہارا مقام ہجرت یثرب ہے جو شخص ہجرت کا ارادہ رکھتا ہو وہ یثرب چلا جائے''۔

یوں مدینے کی طرف صحابہ کرام کی ہجرت کا آغاز ہوا۔

رحمتِ عالم ﷺ کی ہجرت کی وجوہات اور حکمتیں:

علامہ اقبال سرکارِ دو عالم ﷺ کی ہجرت کے اسباب بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

عقدہ قومیت مسلم کشود
از وطن آقائے ہجرت نمود

ہمارے آقا ﷺ نے اپنے وطن سے ہجرت فرما کر مسلمان قومیت کے عقدے کی گرہ کھول دی۔

حلتمش یک ملت گیتی نورد
بر اساس کلمۂ تعمیر کرد

حضور ﷺ کی حکمت نے توحید کی بنیاد پر ایک ایسی ملت تعمیر فرمائی جو عالمگیر تھی۔

تاز بخشش ہائے آں سلطان دیں
مسجد ما شد ہمہ روئے زمین

https:.//www.ashrafia.net

یہاں تک کہ دین کے اس بادشاہ کی جود وسخا کے طفیل ساری روئے زمین ہماری مسجد بنادی گئی۔

آنکہ درقرآن خدااو راستود

آنکہ حفظ جان او موعود بود

وہ ذات اقدس جس کی تعریف اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمائی ہے اوراس کی جان کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔

دشمنانِ بے دست وپاازہیبتش

لرزہ برتن ازشکوہ فطرتش

اس کی ہیبت سے دشمن ہر وقت بے دست و پا رہتے تھے اور جس کی فطرت کے دبدبے سے ان پرلرزہ طاری رہتا تھا۔

پس چرااز مسکن آبا گریخت؟

توگمان داری کہ ازاعداء گریخت

بایں ہمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آبائی وطن سے کیوں رخت سفر باندھا۔ تیرا یہ گمان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دشمنوں کے خوف سے ڈر کر گئے تھے۔

قصہ گویان حق زما پوشیدہ اند

معنی ہجرت غلط فہمیدہ اند

ہجرت کا واقعہ بیان کرنے والوں نے حق کو ہم سے چھپالیا ہے اور ہجرت کا غلط معنیٰ سمجھا ہے۔ (رموز بے خودی)

اس لیے یہ گمان کرنا سراسر غلط ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمنوں کے خوف اور ڈر سے مکے کو چھوڑا اور وہاں سے بہت دور یثرب کی ایک بستی میں اقامت گزیں ہو گئے۔ جس کا اللہ محافظ ہو، جس کا اللہ مددگار ہو۔ اس کو کسی دشمن کا کیا خوف ہوسکتا ہے اور بڑے سے بڑا دشمن اسے کیا گزند پہنچا سکتا ہے۔

حضور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی ۱۳ سالہ مکی زندگی کا ہر دن حضور جانِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بہادری اور شجاعت پر شاہد عادل ہے اس عرصے میں تبلیغ اسلام کے سلسلے میں حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہزاروں زہرہ گداز مشکلات کا سامنا کیا لیکن ہر موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی شجاعت واستقامت کا مظاہرہ کیا کہ دشمن بھی انگشت بدنداں رہ جاتے۔ ان کے بغض وعناد کے اسلحہ خانے میں کون سا ایسا مہلک ہتھیار تھا جو انہوں نے ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نہ آزمایا ہو۔ مکے کی سنگلاخ وادیاں ہوں یا طائف کے کوچہ وبازار، شعب ابی طالب میں محصوری کے تین سال ہوں یا حرم کعبہ کا کوئی گوشہ۔ راہ حق کے اس مسافر کا قدم کبھی نہیں پھسلا، منزل توحید کا یہ راہی مشکل ترین حالات میں بھی اپنی منزل سے کبھی بدظن نہیں ہوا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی وجہ یہ تھی کہ مکے کے ماحول میں جہاں کفر وشرک کے تنگ دل اور سنگ دل پرستاروں کو بالادستی حاصل تھی، وہاں دعوت توحید کا شجر بار آور نہیں ہوسکتا تھا۔ خاندانی برتری کا بھوت جہاں سروں پر سوار تھا وہاں اسلامی مساوات کا نظریہ کیوں کر نشوونما پاسکتا تھا۔ جہاں دولت اور طاقت کی نخوت کے باعث عظمت انسانی کی ساری قدریں پامال ہوتی رہتی تھیں، وہاں اسلامی عدل واحسان کے اصولوں کو کیوں کر پذیرائی حاصل ہوسکتی تھی۔ جہاں سرمایہ دارانہ نظام کی چیرہ دستیوں نے

https:.//www.ashrafia.net

سارے معاشرے کو غریب و امیر دو طبقوں میں تقسیم کر دیا ہو وہاں اسلام کے کریمانہ اور فیاضانہ نظام معیشت پر عمل کیونکر ممکن تھا۔ جہاں ہر شخص اپنے قبیلے کی قوت و طاقت کے بل بوتے پر ہر ظلم روا رکھتا ہو۔ وہاں اسلامی انصاف کے نازک نظام کو کیونکر عملی جامہ پہنایا جاسکتا تھا۔ جہاں غریبوں اور زیردستوں کو ستانا اور لوٹنا، سیادت کی نشانی ہو، جہاں مے خواری اور قمار بازی، دولت وثروت کی علامت ہو۔ جہاں فسق وفجور کا ارتکاب متمول خاندانوں کے نوجوانوں کا محبوب ترین مشغلہ ہو، جہاں قحبہ گر عورتوں کے گھروں پر جھنڈے جھولتے ہوں، وہاں اسلام کے اخلاقی، معاشی، معاشرتی اور انسانیت پرور نظام حیات کا نفاذ کیونکر ممکن تھا۔

اس لیے ضروری تھا کہ رہبر نوع انسانی ایک ایسے مقام کو اپنی رہائش گاہ کے لیے اختیار کریں جہاں کی آزاد فضا میں اسلام اپنے تمام عقائد، قوانین، اخلاقی ضوابط اور سیاسی عادلانہ اصولوں کو با آسانی نافذ کر سکے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اجازت عطا فرمائی کہ وہ ہجرت کر کے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کے یہ مخلص بندے وطن واہل وطن، اپنے مکانات، اپنی حویلیاں، اپنی عمر بھر کی کمائی ہوئی دولت کے انباروں کو نظر انداز کر کے سوئے مدینہ ہجرت کر کے جانے لگے یہاں تک کہ ان نفوس قدسیہ سے مکہ خالی ہو گیا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ صرف حضرت ابو بکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما باقی رہ گئے، یہ دونوں شہنشاہِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص ہدایت کے مطابق رک گئے تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہجرت کرنے کی اجازت طلب کرتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیتے: **”اے ابو بکر! جلدی نہ کرو، شاید اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کسی کو رفیق سفر بنا دے“۔**

یہ ارشاد سن کر آپ کے دل میں یہ اُمید پیدا ہوتی کہ شاید وہ رفیق سفر جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود ہوں یا وہ غریب مسلمان جو کفار کے چنگل میں پھنسے ہوئے تھے۔ اس لیے ہجرت سے معذور تھے۔

مسلمانوں کی اس اجتماعی ہجرت سے کفار مکہ کو طرح طرح کے شدید خطرات کا احساس ہونے لگا۔ انہیں یہ خیال بھی ستانے لگا کہ کہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہاں سے ترک وطن کر کے اپنے ساتھیوں کے پاس نہ پہنچ جائیں اگر ایسا ہوا تو عین ممکن ہے کہ کچھ عرصے بعد وہ مکے پر دھاوا بول دیں اور ان کا کچومر نکال دیں، اس سے پیشتر کہ حالات ان کے قابو سے باہر ہو جائیں انہیں کوئی فیصلہ کن قدم اٹھانا چاہیے۔ باہمی مشاورت کے لیے انہوں نے تمام قبیلوں کے سرداروں اور زیرک لوگوں کو ”دارالندوہ“ میں جمع ہونے کی دعوت دی، اس مجلس مشاورت میں شریک ہونے والوں کے لیے ضروری تھا کہ وہ کسی قریشی قبیلے کے فرد ہوں اور ان کی عمریں ۴۰ سال سے متجاوز ہوں۔ ان قیود سے صرف ابو جہل کو مستثنیٰ رکھا گیا تھا کیونکہ اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی عداوت سب سے بڑھی ہوئی تھی اور وہ

https:.//www.ashrafia.net

اپنے قبیلے میں عقلمند شمار ہوتا تھا۔ اس لیے وہ ابوالحکم کی کنیت سے معروف تھا۔ وہ اگرچہ اس وقت کمسن تھا۔ ابھی اس کی ڈاڑھی بھی پوری طرح نہیں نکلی تھی لیکن اسے اس مجلس میں شرکت کی اجازت دے دی گئی۔ مجلس مشاورت اوراس کے بعد پیدا شدہ حالات کے بعد ہادی عالم ﷺ اپنے رفیق غار ومزار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینۂ طیبہ ہجرت کر گئے۔

واقعۂ ہجرت اورسنِ ہجری:

واقعہ ہجرت کے بعد رحمت عالم ﷺ کی حیات طیبہ کے حالات اور روپذیر ہونے والے واقعات کے بیان کے لیے ضروری ہے کہ انہیں ان سالوں کی ترتیب سے بیان کیا جائے جن میں وہ وقوع پذیر ہوئے تاکہ ان کے تسلسل میں جو ربط وضبط ہے اس پر بھی نظر رہے اور ان کو ذہن نشین کرنا بھی آسان ہوجائے۔

اسلام سے پہلے مختلف اقوام نے اپنے تاریخی واقعات اور کاروباری اموروغیرہ کوسرانجام دینے کے لیے مختلف قسم کے کلینڈر مقرر کررکھے تھے۔ اہل ایران، ہر بادشاہ کی تخت نشینی کی تاریخ سے اپنی نئی جنتری کا آغاز کیا کرتے تھے، رومیوں نے سکندر مقدونی کی تخت نشینی کے سال سے اپنا کلینڈر بنایا ہوا تھا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد اپنے سن کا شمار حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کو آتش کدہ نمرود میں ڈالے جانے کے واقع سے کرتی تھی۔ پھر تعمیر کعبہ کے سال سے اپنی جنتری کا آغاز کرتے تھے، بعدازاں کعب بن لوی کی وفات سے اپنے سالوں کا شمار کرنے لگے۔ پھر جب ابرہہ نے کعبہ مقدسہ کو گرانے کا عزم کیا تو اللہ تعالیٰ نے ابابیل کے ذریعے ان پر سنگ باری کرکے انہیں تہس نہس کردیا۔ اس وقت سے اہل عرب نے اس واقعے سے اپنے سالوں کا شمار کرنا شروع کیا۔ مسلمانوں نے ابتدا میں کوئی مخصوص نظام نہیں بنایا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے۔ ہجرت کا سولہواں یا سترہواں سال تھا کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک رسید پیش کی گئی جس میں لکھا تھا کہ: فلاں شخص ماہ شعبان میں فلاں شخص کو اس کے ذمے واجب الادا رقم واپس کرے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس رسید کو پڑھا اور دریافت کیا کہ: کونسا شعبان؟ اس سال میں آنے والا شعبان یا گزشتہ سال کا شعبان یا آئندہ سال کا شعبان؟ آپ نے محسوس کیا کہ جب تک سال کا تعین نہ ہوتو اس وقت تک لوگ اپنے کاروبار اور لین دین میں طرح طرح کی پریشانیوں کا شکار ہوتے رہیں گے۔ اس گتھی کو سلجھانے کے لیے آپ نے اپنی مجلس مشاورت کا اجلاس طلب کیا۔ فرمایا کہ: ہمیں اپنا ایک سن مقرر کرنا چاہیے جس کے مطابق لین دین وغیرہ کے سلسلے میں حتمی تاریخوں کا تعین کیا جاسکے۔ اس کے بارے میں اپنا مشورہ دو۔ ایک صاحب نے مشورہ دیا کہ ہم اہل فارس کے کلینڈر کو اپنالیں، رومیوں کے کلینڈر کو اپنانے کی تجویز پیش کی گئی، آپ نے اس تجویز کو مسترد

https:.//www.ashrafia.net

کردیا۔ کسی صاحب نے حضور ﷺ کے یوم ولادت کو اپنی تاریخ کے آغاز کے لیے اختیار کرنے کا مشورہ دیا۔ کسی نے حضور ﷺ کے بعثت کے سال کو اور کسی نے حضور ﷺ کے سال وفات کو، کسی صاحب نے واقعۂ ہجرت سے اسلامی سن کی ابتداء مقرر کرنے کا مشورہ دیا۔

امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو واقعہ ہجرت سے اسلامی سن کی ابتداء کرنے کی تجویز پسند آئی کیونکہ واقعہ ہجرت سے ہی دین اسلام کی ترقی و سربلندی کے عہد کا آغاز ہوا، تمام حاضرین نے اتفاق رائے سے اس تجویز کو منظور کرلیا۔

"امام بخاری" سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے نہ حضور ﷺ کی بعثت کے سال سے اور نہ وفات کے سال سے اپنے سن کا آغاز کیا بلکہ حضور ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے سے اپنے سن کا آغاز کیا"۔

کیونکہ اہل عرب سال کا آغاز ماہ محرم سے کیا کرتے تھے۔ اس لیے ہجری سال کا آغاز بھی یکم محرم الحرام سے طے پایا۔ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں:

"اہل عرب کے نزدیک مہینوں میں سے پہلا مہینہ محرم شمار ہوتا تھا اس لیے انہوں نے ہجری سال کا آغاز ماہ محرم سے کیا تاکہ ان کے ہاں مروج طریقے کے مطابق سال کی ابتداء ہو کاروبار اور لین دین میں کسی قسم کا خلل واقع نہ ہو"۔

واللہ تعالیٰ اعلم

ظاہر و باطن کو سنوارنا

تارک السلطنت، محبوبِ یزدانی حضرت میر اُحد الدین

سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

نے فرمایا:

"اپنے اعضاء کا عمدہ عبادتوں سے آراستہ کرنا اور باطن کا پسندیدہ خوبیوں سے سنوارنا فیض الٰہی کا موجب اور لامتناہی الطاف کے وُرود کا باعث ہے۔

اس بات کو تم ایک مثال سے سمجھو! اگر تم سے کوئی مخبر یہ کہے کہ اگلے ہفتے بادشاہ تم سے ملنے آئے گا تو تم آئندہ ہفتے کسی کام میں مشغول نہیں ہوگے، بجز اس کے کہ جس چیز کو تم سمجھتے ہو کہ وہ سلطان کو پسند آئے گی اور اس کی نظر اُس پر پڑے گی، اس کو پاکیزہ اور صاف کر کے سجا کر رکھو گے، تمام جگہ کو، اپنے لباس کو صاف وستھرا رکھو گے (یعنی بادشاہ کی آمد کی خبر سن کر گھر کو خوب آراستہ و پیراستہ کرو گے) اب ذرا خود سمجھ لو کہ میرا یہ اشارہ کس طرف ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تم یہ کرو یا وہ کرو، بس اس قدر اشارہ کافی ہے"۔

(مقدمہ لطائف اشرفی، ص:۱۸)

https:.//www.ashrafia.net

تارک السلطنت، غوث العالم، محبوبِ یزدانی

حضرت میر اُحد الدین سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی

آٹھویں صدی ہجری کے نصف اوّل کے خاتمے میں ابھی پندرہ سال باقی تھے کہ ہندوستان کے مشرق میں ضلع مالدہ کے قصبہ پنڈوہ شریف میں وقت کے جلیل القدر عالم دنیا کے تصوف کی برگزیدہ شخصیت شیخ طریقت حضرت علاؤالحق والدین گنج نبات علیہ الرحمہ مسندِ ارشادو ہدایت پر تشریف فرماتھے۔آپ کی بزرگی اور روحانیت کا ہر طرف چرچا تھا۔آپ کا روحانی فیض بلا تخصیص مذہب وملت جاری تھا۔بے شمار غیر مسلم مرد و خواتین اپنے مسائل لے کر آتے اور با مراد واپس لوٹتے مذہب تبدیل کرنے اور اسلام قبول کرنے کی شرط پر اُن کا کام کرنے کو کوئی نہیں کہتا، اس لیے کہ شیخ کی واضح ہدایت تھی کہ کسی کی مجبوری سے فائدہ نہ اٹھاؤ اور اسلام قبول کرنے پر کسی کو مجبور نہ کرو۔اپنے اخلاق و کردار کو اس طرح اسلام کے حسین سانچے میں ڈھالو کہ غیر مسلموں کو کشش محسوس ہو اور ان کا دل خود بخود اسلام کی طرف راغب ہو۔حضرت شیخ علاؤالحق والدین گنج بنات علیہ الرحمہ کے والد بزرگوار کا نام نامی اسم گرامی حضرت مولانا اسعد تھا۔آپ کا شجرہ نسب کئی واسطوں کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔آبائی وطن لاہور تھا۔پورا گھرانہ علمی اور رحمانی درجے میں نمایاں حیثیت رکھتا تھا۔اس وقت کے معاشرے میں ایسا بلند مقام حاصل تھا کہ بادشاہ وقت نے مالیات کا شعبہ حضرت مولانا اسعد کو سونپ دیا تھا۔حضرت شیخ علاؤالحق والدین علیہ الرحمہ کی تعلیم وتربیت پر عالم و فاضل باپ نے پوری توجہ دی۔مروجہ علوم معقول ومنقول اور دین کی مکمل تعلیم وقت کے بزرگ علماء سے کامل یکسوئی کے ساتھ حصول کی، چنانچہ جب فارغ التحصیل ہوئے تو آپ کا شمار بھی وقت کے مقتدر علماء میں ہونے لگا۔تبلیغ دین کو مقصد حیات بنایا وعظ وتبلیغ میں وقت صرف ہونے لگا اسلام کی حقانیت کی تشہیر کے لیے موثر بیان اور مدلل انداز قدرت کی طرف سے عطا ہوئے، پیچ وتاب رازی سے گزر رہے تھے کہ سوز و سازِ رومی تک جا پہنچے۔تصوف کے کوچے میں قدم رکھا تو پہلے ہی قدم پر اندازہ ہو گیا کہ جس طرح علوم ظاہری محض کتب کے مطالعے سے حاصل نہیں ہوتا اور استاد کی جگہ خالی رہتی ہے بالکل اسی طرح باطنی علوم کے لیے بھی

https:.//www.ashrafia.net

ضرورت شیخ اوراہمیت مرشد اپنی جگہ مسلم ہے۔طلب صادق تھی جستجو میں خلوص تھا۔اس لیے مرشد بھی وہ ملا جو عالم وفاضل عابدوزاہداور عارف کامل تھا۔

پنڈوہ شریف میں محبوبِ الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ کے خلیفہ حضرت اخی سراج علیہ الرحمہ تشریف لائے آپ کے کمالات فقر کا چرچا عام تھا۔آپ کے اردگرد عوام و خواص اور طالبان حق کا ہروقت ہجوم رہتا تھا،حضرت علاؤالحق بھی ملاقات کو پہنچے۔اگرچہ آپ علم وفضل میں درجہ کمال رکھتے تھے لیکن فقیر کے در پہ پہنچے تو اپنے آپ کو تہی دامن پایا۔راہ سلوک کے پہلے ہی قدم پر اندازہ ہوگیا کہ کتابی علم کچھ اور شے ہے اور روحانی علم کچھ اور شے،قیل وقال کے میدان سے نکل کر جب کیف وحال کی وادی میں پہنچے تو بزرگ محترم حضرت اخی سراج علیہ الرحمہ کے آگے سرجھکا دیا،حلقہ بگوش ہوگئے۔پیر و مرشد کا دامن ایسا تھا کہ بس مرشد ہی کے ہو کر رہ گئے حضرت اخی سراج علیہ الرحمہ کا یہ معمول تھا کہ رشد وہدایت کے لیے دور ونزدیک کے سفر کرتے۔مرکز پنڈوہ ہی رہتا لیکن گردونواح کے سفر مسلسل رہتے گویا پیاسے کو کنویں کے پاس آتے ہی تھے کنواں بھی چل کر پیاسے کے پاس جاتا تھا حضرت اخی سراج علیہ الرحمہ کا یہ معمول تھا کہ جب بھی لمبا سفر ہوتا آپ خوردونوش کا سامان خانقاہ شریف سے لے کر چلتے آپ کے رفیق سفر حضرت علاء الحق والدین گنج بنات علیہ الرحمہ ہوتے۔آپ دیگچی،راشن کا تھیلہ بغل میں دبائے اور کھانے کی گرم دیگچی سر پر رکھے مرشد کے پیچھے پیچھے چلتے کہ مرشد محترم کو حسبِ خواہش گرم خوراک مہیا ہوسکے۔کھانا جب بھی ٹھنڈا ہوتا پہلی فرصت میں گرم کرنے کی کوشش کرتے ، یہ خدمت آپ لگاتار بارہ سال انجام دیتے رہے۔جس کی وجہ سے آپ کے سر کے بال تک اُڑ گئے تھے۔مرشد کی یہ خدمت رنگ لائی اور بالاخر دولت کونین ہاتھ آئی۔روحانیت کا وہ اعلیٰ مقام حاصل ہوا جو اللہ کے محبوب اور خاص بندوں ہی کو حاصل ہوا ہے۔یہی کہ بزرگ محترم دوسال سے کسی کی آمد کے منتظر تھے ۔ شیخ علاؤالحق والدین گنج نبات علیہ الرحمہ جیسی برگزیدہ شخصیت جس کے دوسال ملے منتظر ہوں وہ کتنی خوش نصیب ہستی ہوگی ۔آپ اکثر اپنے مریدین ومعتقدین سے فرمایا کرتے کہ:**”میں جس دوست کا منتظر ہوں وہ آج کل میں آنے ہی والا ہے“**۔لوگ حیران ہوتے ، رشک کرتے اس شخص پر جس کا انتظار وقت کا ولی کامل اتنی بے چینی سے کررہا تھا۔

ایک روز دوپہر کے وقت حضرت آرام فرماتے تھے کہ اچانک بیدار ہوئے اور فرمایا:ہوئے دوست حی آید یہ کہتے ہوئے حجرے سے باہر تشریف لے آئے،حکم دیا:محافہ لاؤ،یہ محافہ آپ کے مرشد محترم سلطان الواصلین حضرت شیخ اخی سراج الحق والدین علیہ الرحمہ سے آپ کو ملا تھا۔جب یہ محافہ آ گیا تو ایک خالی محافہ بھی طلب کیا،یہ خالی محافہ ساتھ لے کر اپنے محافے میں سوار پنڈوں کی آبادی سے باہر تشریف لے جانے کے لیے تیار ہو گئے۔شہر بھر میں دھوم مچ گئی کہ کوئی ایسی بزرگ شخصیت پنڈوہ

https:.//www.ashrafia.net

کی طرف آ رہی ہے جس کا حضرت کو انتظار تھا اور اب جس کے استقبال کے لیے حضرت شہر سے باہر تشریف لے جا رہے ہیں۔ یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی نیازمندوں کے علاوہ دوسرے لوگ بھی پیچھے پیچھے چل پڑے۔ جب آپ دو میل کا سفر طے کر کے پنڈوہ سے باہر ایک درخت کے نیچے پہنچ کر سواری سے اُترے تو پیچھے ایک جم غفیر تھا۔ جو شہر سے پا پیادہ چل کر یہاں تک پہنچا تھا۔ آپ یہ صورت حال دیکھ کر کچھ اس انداز سے مسکرائے کہ جیسے فرما رہے ہوں کہ آنے والی شخصیت ایسی ہے کہ اس کے استقبال کے لیے عوام وخواص سب پیدل چل کر آئیں۔

تھوڑی ہی دیر بعد سامنے غبار اُڑتا نظر آیا۔ پتا چلا کہ کوئی قافلہ آرہا ہے۔ حضرت علاء الحق والدین نے ایک خادم کو خبر لانے کے لیے قافلے کی جانب روانہ کیا وہ خبر لایا کہ قافلے میں اشرف نام کے ایک بزرگ ہیں جو سمنان کے سلطان تھے سلطنت کو ٹھکرا کر فقیری مول لی اور اب پنڈوہ کے لیے تشریف لا رہے ہیں۔ حضرت بے چین ہو کہ آگے بڑھے کہ یہی ان کا دوست تھا جس کا انتظار وہ دو سال سے کر رہے تھے۔ اُدھر قافلہ جب ذرا قریب آیا تو حضرت سید اشرف سابق سلطان سمنان بے تابانہ دوڑے ادھر سے حضرت علاؤ الحق والدین علیہ الرحمہ جلدی جلدی قدم اُٹھاتے آگے بڑھ رہے تھے۔ اُدھر سے سید اشرف لمبے لمبے ڈگ بھرتے چلے آرہے تھے۔ قریب پہنچ کر حضرت سلطان سید اشرف، حضرت شیخ علاؤ الحق علیہ الرحمہ کے قدموں میں قدم بوسی کے لیے جھک گئے، حضرت شیخ نے آپ کو اُٹھا کر سینے سے لگا لیا اور طویل معانقے کے بعد لوگوں سے آپ کا تعارف کرایا اور پھر سید اشرف سے یوں گویا ہوئے:

”تمہارے آنے سے قبل حضرت خضر علیہ السلام نے ستر مرتبہ مجھ سے تمہاری آمد کا ذکر کیا تھا اور مجھے ہدایت دی تھی کہ تمہاری تربیت میں کوئی کمی نہ آنے دوں اور یہ کہ تم اللہ کی ایک امانت ہو جو مجھ تک پہنچ رہے ہو“۔

شاہِ سمنان سید اشرف نے شیخ طریقت کو حضرت خضر علیہ السلام سے اپنی ملاقات کا بھی بتایا کہ جب تخت سلطنت پر بیٹھے مجھے دس سال مکمل ہوئے تو رمضان المبارک کی ستائیسویں شب تھی۔ طلب وجستجو کے شیخ کامل نے بے چین کر رکھا تھا کہ حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: **”اے اشرف! حجاب تخت وتاج دور کرو، لذت وِصال الٰہی کے لیے تیار ہو جاؤ تجلیات باری تمہیں اپنے زیر سایہ لینے والی ہیں، اس نعمت عظمیٰ کے لیے اپنے آپ کو تیار کرو ظاہری شان وشوکت اور سلطنت و بادشاہی کے جھمیلوں سے اپنے آپ کو آزاد کرو اور ہندوستان کی طرف روانہ ہو جاؤ، وہاں مس خام کو کندن بنانے والے شیخ علاؤ الحق والدین گنج بنات علیہ الرحمہ تمہارے منتظر ہیں“۔** صبح ہوتے ہی میں نے ترکِ سلطنت کا اعلان کر دیا۔ اعلان دستبرداری کے ساتھ میں نے اپنے چھوٹے بھائی سید محمد اعراف کو سلطنت سونپی اور والدہ محترمہ سے اجازت لے کر نکل کھڑا ہوا۔ سفر کی طویل مسافتیں طے کرتا ہوا جب میں اُوچھ شریف پہنچا تو

https://www.ashrafia.net

حضرت مخدوم سید جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں گشت علیہ الرحمہ نے نظرِ التفات سے نوازا۔ تین روز اپنے پاس مہمان رکھا اور مجھے آگاہ کیا کہ: **”تمہاری تعلیم اور راہ سلوک کی تکمیل میرے بھائی علاؤ الحق سے ہوگی، وہ تمہارے منتظر ہیں تم وہاں پہنچو“**۔ میں وہاں سے دہلی پہنچا اور سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ کی درگاہ پر حاضری دیتا ہوا آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو گیا ہوں۔ حضرت شیخ علاؤالحق والدین علیہ الرحمہ نے یہ تفصیل سنی اور مسکراتے ہوئے فرمایا: **”اے اشرف! جس دن سے تم نے سمنان چھوڑا ہے قدم قدم پر ہماری توجہات تمہارے ساتھ تھیں۔ الحمدللہ! کہ اب مجاہدہ مشاہدہ سے بدل گیا ہے۔ آؤ اب محافہ پر سوار ہو جاؤ اور خانقاہ شریف چلو“**۔ حضرت مخدوم سلطان اشرف علیہ الرحمہ نے معذرت چاہی اور عرض کیا کہ: **”خادم کا آقا کے ساتھ سوار ہونا کیسے مناسب ہو سکتا ہے میں پیدل ہی چلوں گا“**۔ لیکن حضرت شیخ طریقت نے بہ اصرار حضرت مخدوم کو محافہ پر سوار کرایا اور خانقاہ شریف پہنچے اپنے پہلو میں بٹھایا اور اپنے خادم خاص عبداللہ کو دستر خوان بچھانے کا حکم دیا پھر آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: **”سید! فقراء کی بارگاہ میسر آگئی ہے آج خواہشات دنیا سے ہاتھ دھو لو اس لیے کہ اس کے بغیر لذتِ وصال سے آشنا نہیں ہو سکتے“**۔ حضرت مخدوم صاحب نے بصد ادب عرض کیا: **”پیرو مرشد! آپ سے زیادہ کون اس حقیقت کو جانتا ہے کہ نفس کشی کے عزم راسخ اور خواہشات سے دست کش ہونے کے بعد ہی اس آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا ہوں“**۔ شیخ طریقت مسکرا دیئے۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے چار لقمے حضرت مخدوم کو کھلائے پھر بن بھتہ (اُبالے ہوئے چاول جن کو پانی میں سرد کیا جاتا ہے) لانے کا حکم دیا جو اس دور کے درویشوں کی مرغوب غذا تھی۔ اس کا بھی ایک لقمہ حضرت نے اپنے ہاتھ سے آپ کو کھلایا۔ کھانے سے فراغت کے بعد حضرت شیخ طریقت نے تخلیہ کا حکم دیا، پھر اپنی خانقاہ کے مروجہ طریقے کے مطابق حضرت مخدوم سلطان سید اشرف کو مرید کیا اور کلاہ مبارک عطا فرمایا۔ بیعت کے بعد سلطان المشائخ نے حضرت مخدوم سلطان سید اشرف کو مشائخ چشت کے وہ تبرکات جو انہیں ملے تھے بڑے اہتمام سے عطا کیے۔ خلفائے خاص اور مریدین کو طلب کیا اور فرمایا کہ: **”یہ امانت میرے پاس برسوں سے رکھی تھی اب اس کے مستحق آگئے ہیں، لہٰذا میں حق کو حقدار کے سپرد کر رہا ہوں“**۔ ان تبرکات میں حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین ااولیاء علیہ الرحمہ کا وہ خرقہ بھی تھا جو انہیں اپنے شیخ سے عطا ہوا تھا۔ اپنے خلوت کدہ خاص سے متصل ایک حجرہ حضرت نے اپنے محبوب مرید کے لیے بنوا دیا۔

ایک مرتبہ شیخ طریقت حضرت علاؤالحق والدین علیہ الرحمہ سے اپنے مرید خاص حضرت مخدوم سلطان سید اشرف سے فرمایا: **”سید میں تمہارے لیے عالم بالا سے کسی خطاب کا آرزومند ہوں“**۔ چنانچہ کچھ ہی روز بعد شب برأت میں حضرت پیرومرشد اپنے حجرہ میں مراقب تھے اور سب لوگ خانقاہ میں مصروف

عبادت تھے کہ اچانک شیخ کے حجرہ سے "جہانگیر جہانگیر" کی آواز بلند ہوئی، ایسا محسوس ہوتا کہ جیسے در و دیوار سے صدائیں بلند ہو رہی ہوں۔ خانقاہ میں موجود سب ہی لوگوں نے یہ صدا سنی اور حیران و ششدر رہ گئے۔ کچھ ہی دیر بعد حضرت شیخ طریقت اپنے حجرہ سے باہر تشریف لائے اور حضرت مخدوم سلطان سید اشرف کو گلے سے لگالیا اور فرمایا: **"اشرف! تم نے ابھی کوئی آواز سنی تھی؟"** آپ نے عرض کیا: جی ہاں! جہانگیر جہانگیر کی آواز سنی تھی۔ شیخ نے فرمایا کہ: **"یہ خطاب تم کو مبارک ہو"** اس روز سے شاہِ سمنان حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ ہو گئے

یہ بزرگ شخصیت آج کچھوچھہ مقدسہ (ضلع فیض آباد، بھارت) میں آرام فرما ہیں۔ مزار مبارک مرجع خلائق ہے سلسلہ اشرفیہ انہی سے چلا، پاکستان میں اس سلسلے کے عظیم بزرگ حضرت اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ ہیں، جو درگاہ عالیہ اشرفیہ، اشرف آباد، فردوس کالونی، کراچی کے سجادہ نشین اوّل ہیں۔ انہی کی کوششوں سے پاکستان میں سلسلۂ اشرفیہ کو فروغ حاصل ہوا اور یہ عوام خواص میں مقبول ہوا۔ ماہنامہ "الاشرف" آپ کے روحانی تصرف کا مظہر ہے۔

اے اشرف زماں زمانہ مدد نما

(بارگاہِ مخدوم سمنانی علیہ الرحمہ)

محبوبِ حق نواسۂ پیغمبرِ خدا
مشکل کشائی ترکہ علی سے تمہیں ملا
مشکل کشائی خلق کی اس در سے ہے سدا
مشکل میں گھر گیا ہے کہاں جائے یہ گدا
اے اشرف زماں زمانہ مدد نما
درہائے بستہ را زکلید کرم کشا

سارا زمانہ آپ کے در سے ہے فتحیاب
اس بارگاہ سے ہے خلائق مراد یاب
اب دل میں مفلسی و مرض سے رہی نہ تاب
قسمت بگڑ گئی ہے بنا دیجئے جناب
اے اشرف زماں زمانہ مدد نما
درہائے بستہ را زکلید کرم کشا

سبطین جیسے حکم سے ابن الرسول تھے
ویسے ہی نور عین ہیں فرزند آپ کے
اس وصف میں نبی کی شبیہ آپ ہی ہوئے
اللہ کی دَین ہے چاہے جسے وہ دے
اے اشرف زماں زمانہ مدد نما
درہائے بستہ را زکلید کرم کشا

اسلامی کلینڈر کے ماہ اوران کی خصوصیات

جناب محمد علیم شاہد صاحب

۱۔محرم:

محرم ہجری سال کا پہلا مہینہ ہے،عرب قدیم میں بھی اس کا شمار مقدس مہینوں میں تھا۔محرم کی وجہ تسمیہ بوجہ حرمت سال ہے اور بعض نے کہا کہ اس مہینے میں شیطان پر جنت حرام کی گئی اس لیے محرم کہتے ہیں،عرب لوگ محرم کے مہینے میں لڑنا حرام سمجھتے تھے لڑائیاں بند کردی جاتی تھیں۔

اس مہینے میں بڑے بڑے واقعات ہوئے جس میں سے چند ایک یہ ہیں:

۞ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی

۞ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کنارے لگی۔

۞ حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے نجات ملی۔

۞ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود کی آگ سے نجات ملی۔

یہ سب واقعات تو بہت خوشی کے واقعات ہیں۔مگر واقعہ عام الفیل اور واقعہ کربلا کے بعد یہ صبر واتقاء اور رنج والم کا مہینہ بن گیا ہے،اہل بیت کی عظیم قربانی کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔

ہر سال لوگ اس مہینے میں کثرت سے یادِ حسین رضی اللہ عنہ مناتے ہیں۔سید الشہداء رضی اللہ عنہ کی یاد میں خیراتیں کرتے ہیں اور اہل بیت کی عظیم قربانیوں کو یاد کیا جاتا ہے۔

۲۔صفر:

اسلامی کلینڈر کے دوسرے مہینے کو صفر اس لیے کہتے ہیں کہ اس مہینے میں بخار وباء کثرت سے ہوتی تھی اور چہرے زرد ہوجاتے تھے۔یہ بھی بابرکت مہینہ ہے اس میں کئی بزرگان دین کے عرس مبارک ہوتے ہیں یہ مہینہ بھی اپنی فضیلت اور برکت کے اعتبار سے اہم مہینہ ہے۔

۳۔ربیع الاول:

اسلامی کلینڈر کا تیسرا مہینہ ہے اسے زمانہ جاہلیت میں خوان کہتے تھے۔اس میں چونکہ ارتباع غصب کیا کرتے تھے یہ اس اعتبار سے ہے۔ ولادتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس ماہ کی بابرکت اور فضیلت دوچند ہوگئی ہے۔اس ماہ کی ۱۲ تاریخ کو لوگ بڑی خوشی مناتے ہیں۔اس دن کو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا جاتا ہے۔

ربیع کے معنی بہار کے ہیں۔ ربیع الاوّل سے مراد ہم بہار کی

https:.//www.ashrafia.net

ابتداء کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ جس وقت اس کا نام رکھا گیا اس وقت ربیع یعنی بہار اس موسم میں پھول اور شگوفے پھوٹتے تھے اسی وجہ سے ربیع الاوّل کہلایا۔

ربیع الثانی:

ربیع یعنی بہار چونکہ یہ ربیع الاوّل کے بعد آیا اور یہ بہار کا دوسرا مہینہ کہلایا اس مہینے میں درختوں کے شگوفے پھوٹ کر دوچند ہوجاتے تھے اس لیے ربیع الثانی کہلایا۔ اسے زمانہ جاہلیت میں عرب بصارت کہتے تھے اور اس میں بھی ارتباع غصب کیا کرتے تھے۔

۵۔ جمادی الاوّل:

اسلامی کلینڈر کا پانچواں مہینہ ہے، عرب اسے زمانہ جاہلیت میں حسنین کہتے تھے اس میں چونکہ جمود بہار ہوجاتا تھا اس لیے جمادی الاوّل کہلایا۔

۶۔ جمادی الثانی:

اسلامی کلینڈر کا چھٹا مہینہ ہے عرب اسے زمانہ جاہلیت میں رنیٰ کہتے تھے اس مہینے میں بھی جمود بہار ہوتا تھا۔ یہ جمادی اوّل کے بعد آیا، اسی لیے جمادی الثانی کہلایا۔

۷۔ رجب:

اسلامی کلینڈر کا ساتواں مہینہ ہے زمانہ جاہلیت میں عرب لوگ اسے اصم کہتے تھے اس لیے کہ اس ماہ میں ہتھیار اور تلوار کی جھنکار سموع نہ ہوتی تھی پھر رجب تعظیماً اس کا نام رکھا گیا۔

زمانہ قدیم عرب میں بھی اس کو مقدس اور حرمت کا مہینہ سمجھا جاتا تھا۔ اس ماہ میں عمرہ کی رسم ادا کی جاتی تھی اور جنگ حرام سمجھی جاتی تھی۔

قریش اور قیس کے قبیلے کے درمیان ایک جنگ اسی مہینہ میں ہوئی تھی جس کو جنگ فجار (فجور سے مشتق ہے) کہتے ہیں کہ اس میں حضور ﷺ بھی شریک ہوئے تھے لیکن آپ نے کسی پر تلوار نہیں چلائی۔ اسلام میں اس کی بڑی قدر ومنزلت اس لیے ہے۔ اسی ماہ کی ستائیسویں شب کو واقعہ معراج ہوا۔ اس روز مسجدوں گھروں میں چراغاں کیا جاتا ہے۔

۸۔ شعبان:

اسلامی کلینڈر کا آٹھواں مہینہ ہے۔ زمانہ جاہلیت میں اس کا نام عجلان تھا۔ اس کے بعد اس کا نام شعبان اس لیے رکھا گیا کہ اس ماہ میں انتخاب قبائل برائے غارات ہوتا تھا۔ پھر اس نام کو یوں رکھا گیا کہ اس مہینے سے نیکیوں کے شعبہ نکلتے ہیں کہ اس ماہ کی پندرھویں شب شبِ برأت ہے اس رات کو اللہ تعالیٰ انسانوں کی زندگی موت نان ونفقہ کا اندراج فرماتا ہے۔

۹۔ رمضان:

اسلامی کلینڈر کا نواں مہینہ ہے۔ اس کا نام رمضان اس لیے رکھا گیا کہ اس کی حرارت سے گناہ جل جاتے ہیں اور اس ماہ میں فصلیں پکتی تھیں رمض شدت کی گرمی وحرارت کو کہتے ہیں اس ماہ کے پورے دن روزے رکھنے کا حکم دیا گیا۔ سال میں یہ مہینہ سب سے زیادہ بابرکت سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ ۲ ھ میں قرآن مجید نازل ہوا۔ حضور ﷺ کی زندگی میں اور زندگی

https:.//www.ashrafia.net

کے بعد چند ایسے واقعات ہوئے جن کی وجہ سے اس مہینے کی اور بھی اہمیت ہوگئی ہے۔

رمضان المبارک میں نواسۂ رسول، جگر گوشہ بتول حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔

۱۰ ر رمضان کو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا۔

۱۷ رمضان المبارک کو جنگ بدر لڑی گئی جو کہ اسلام کی پہلی باقاعدہ لڑائی ہوئی۔

۱۹ ر رمضان کو فتح مکہ ہوا۔

۲۱ ر رمضان کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شہادت واقع ہوئی

رمضان ہی میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا۔

رمضان میں لوگ تراویح کی نماز ادا کرتے ہیں۔ رمضان المبارک کی برکت وفضیلت کے اعتبار سے تمام مہینوں پر فوقیت رکھتا ہے۔

۱۰۔شوال:

اسلامی کلینڈر کا دسواں مہینہ ہے۔ اس کا نام عاذل تھا۔ پھر اسے شوال کہا گیا۔ پہلی تاریخ کو عید الفطر ہوتی ہے، اس ماہ میں بھی اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہوتی ہے ایک حدیث میں نفلی روزہ رکھنے کے واسطے عید کے بعد چھ دن کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

شول ناقہ اس ماہ کو کہا جاتا تھا اور اونٹنی کے حمل کا اس ماہ میں اندازہ کرتے تھے۔

۱۱۔ذیقعدہ:

اسلامی کلینڈر کا گیارہواں مہینہ ہے عہد قدیم عرب میں اس کا نام رہنہ تھا پھر ذوالقعدہ رکھا گیا۔ اس لیے کہ اس ماہ میں حرب عدر سے راحلہ کھول کر گھروں میں رکھتے تھے۔ ذی قعدہ کا مطلب بیٹھے رہنا ہے۔

۱۲۔ذی الحجہ:

اسلامی کلینڈر کا بارہواں مہینہ ہے۔ اس موقعہ پر مسلمان حج کے لیے میدان عرفات میں جمع ہوتے ہیں۔ مسلمان فریضہ حج ادا کرتے ہیں۔

اسی وجہ سے اس کا نام ذی الحجہ رکھا گیا۔ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو عید الاضحیٰ منائی جاتی ہے یہ عید تین دن رہتی ہے یعنی دس، گیارہ اور بارہ ذی الحجہ تک ان دنوں میں مسلمان سنت ابراہیمی پر عمل کرتے ہوئے قربانی کرتے ہیں اور جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے۔

https:.//www.ashrafia.net

تاریخ

دربارِ یزید میں

عابدِ بیمار حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

کا جرأتمندانہ خطاب...

حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی صاحب

جس وقت رسول اللہ ﷺ کے اہل بیعت کربلا کے میدان سے قید ہو کر یزید کے پایہ تخت دمشق میں لائے گئے اور امام عالی مقام حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے بیمار بیٹے حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کو یزید نے اپنے دربار میں طلب کیا تو اس وقت عجیب حسرت ناک اور دل خراش نظارہ لوگوں نے دیکھا۔ ہاشمی خاندان کا گل اندام شہزادہ دمشق کے شاہی بازاروں میں بحالت اسیری گزرا تو ہزاروں تماشائی راستوں میں کھڑے ہو گئے۔ ملک شام کی عورتیں اپنے مکانوں کے جھرکوں سے اس خاندانِ نبوت کے نو عمر شہزادہ کو مشتاق نگاہوں سے دیکھ رہی تھیں، راہ گیر راستہ چلتے چلتے کھڑے ہو گئے تھے، دکاندار خرید و فروخت کو چھوڑ کر اپنی اپنی دکانوں پر کھڑے ہوئے یہ تماشہ دیکھ رہے تھے۔

آگے یزید کی فوج کے سوار تھے جو زرق برق لباس پہنے ہوئے تھے، جن کے کندھوں کے پاس ان کے نیزے دھوپ میں چمک رہے تھے، جن کے ہاتھوں میں ننگی تلواریں تھیں، ان کے پیچھے پیدل فوج کا غول تھا اور وہ بھی تلواریں میانوں سے نکالے ہوئے خاموش جا رہے تھے، اس کے بعد حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا اونٹ تھا۔ حضرت کو اونٹ کی ننگی پیٹھ پر بٹھایا گیا، قیدیوں کو نیلے کپڑے پہنا رکھے تھے۔ بنی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دستور کے مطابق حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے لمبے لمبے گیسو شانوں تک تھے۔ جن کو دھوپ میں پریشانی اور قید کی مصیبتوں نے اُلجھا دیا تھا۔ حضرت کا چہرہ زرد تھا کیونکہ وہ عرصہ سے بیمار تھے اور باپ بھائیوں کا صدمہ، قید کی مصیبت اور راستہ کی تکلیفوں نے ان کو اور بھی افسردہ مضمحل کر دیا تھا، پھر بھی ان کے چہرہ پر قدرتی جمال کی درخشانی تھی اور خاندانِ نبوت کا جاہ و جلال پیشانی پر چمک رہا تھا، جس طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھتے تھے تماشائیوں کی نظریں ہیبت و جلال کی وجہ سے جھک جاتی تھیں۔ ان کے آگے بھی فوج تھی، ان کے پیچھے بھی فوج تھی اور اکیلے بیمار عابد کو ہاتھ باندھے ہوئے اتنے بڑے لشکر کی حفاظت میں اس لیے لایا جا رہا تھا کہ یزید کا رعب لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو جائے اور اب کوئی شخص حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی حمایت کا

https:.//www.ashrafia.net

ارادہ نہ کر پائے۔

بعض تماشائی جو یزید کے طرفدار یا رشتہ دار تھے اس منظر سے خوش ہوتے تھے اور کہتے تھے: دیکھو! یزید کے باغی کا لڑکا یہی ہے جس کو گرفتار کر لیا گیا ہے لیکن بعض محبانِ اہلبیت روتے تھے اور کہتے تھے: قیدی کی صورت دیکھو؟ ایسی شکل تو ہم نے کبھی نہیں دیکھی، کیا بنی ہاشم! ایسے ہی خوش جمال ہوتے ہیں؟ قید، بیمار اور مصیبتوں کی حالت میں بھی اس شہزادہ کی صورت چاند جیسی معلوم ہوتی ہے۔ الغرض اس شان کے ساتھ امام عالی مقام حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا نور نظر حضرت امام علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا پوتا، حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا لختِ جگر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث یزید کے دربار میں پہنچا۔

یزید نے نہایت شان وشوکت سے دربار آراستہ کیا تھا۔ ملک کے تمام بڑے بڑے امراء وسردار اور فوجی افسر اعلیٰ درجہ کے لباسوں اور ہتھیاروں سے آراستہ ہاتھ باندھے ہوئے اپنے اپنے مقام پر نظریں جھکائے ہوئے خاموش کھڑے تھے یزید شاہانہ لباس پہنے ہوئے تخت پر بیٹھا تھا اور اس کے سامنے سونے کی طشت میں امام عالی مقام حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا کٹا ہوا سر رکھا تھا۔ جس وقت عابدِ بیمار زار ونزار رسی سے بندھے ہوئے یزید کے دربار میں داخل ہوئے تو چاروں طرف سناٹا چھایا ہوا تھا اور سب کے دل اندر ہی اندر رو رہے تھے۔

جس وقت عابد بیمار یزید کے تخت کے قریب لائے گئے۔ یزید نے نہایت نخوت اور غرور کے ساتھ اپنا سر اٹھایا اور فرعونی لہجہ میں کہا: ''خدا کا شکر ہے کہ باغیوں کا خاتمہ ہوا اور سب سے بڑے باغی کا سر میرے سامنے کٹا ہوا رکھا ہے اور اس باغی کا لڑکا رسیوں سے بندھا ہوا میرے آگے کھڑا ہے''۔

عابد بیمار نے جواب دیا: ''خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے میرے باپ کو اور میرے خاندان کو حق اور صداقت کی حمایت میں ثابت قدم رکھا، ہم نے اپنے نانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے قرآن اور دین اسلام کے احکام کی پیروی کی کہ باطل کو نہ مانا اور سچائی پر قائم رہے، یہاں تک کہ ہم نے اپنے سر کٹوا دیئے، اپنے بچوں کو ذبح کرا دیا، اپنے گھروں کو لٹوا دیا اور قیدی بن گئے۔ یزید یاد کر فرعون اور نمرود کی شان وشوکت کو کہ وہ تجھ سے زیادہ کروفر رکھتے تھے ان کا کیا انجام ہوا؟ تیری یہ سلطنت اور ظلم وستم کی حکومت بھی چند روزہ ہے، اس پر گھمنڈ نہ کر اور ہمیں ذلت کی نگاہ سے نہ دیکھ، یہ موت ہمارے لیے عزت کی موت ہے کیونکہ ہم سچائی کے لیے لڑے اور مر گئے اور ہماری یہ جس کو تو رسوائی کہتا ہے، رسوائی نہیں ہے بلکہ خدا کی اطاعت گزاروں اور حق وصداقت کے طلب گاروں کے لیے موجب عزت ہے۔ ہم اپنی قید کے اس جلوس کو اپنے لیے اور اپنے خاندان کے لیے، اسلام کے لیے سب سے بڑا فخر اور سب سے بڑی عزت سمجھتے ہیں۔ آج تیرے دربار میں جتنے آدمی عمدہ کپڑوں اور ہتھیاروں سے آراستہ کھڑے ہیں کل یہ سب قبروں کے اندر پڑے ہوں گے اور کیڑے ان کو کھاتے ہوں گے مگر

https:.//www.ashrafia.net

جو ہماری طرح سے اسلام اور حق وصداقت کی حمایت کے لیے جانیں اور مال قربان کرتے ہیں، خدا کے دربار میں سرخرو ہو کر جائیں گے اور ہماری شان وشوکت تیرے اس دربار کی شان وشوکت سے بہت زیادہ ہوگی۔ یہ شان وشوکت عارضی ہے اور وہ شان وشوکت دوامی ہوگی۔ تیرے دربار کے دروازوں پر آج جو یہ نوبت نقارے اور خوشی کے باجے بجائے جارہے ہیں یہ تیری زندگی تک بجیں گے، پھر چپ ہو جائیں گے اور دنیا ان کی آوازوں کو بھول جائے گی مگر ہمارے گھر کے نوبت اور نقارے بجتے رہیں گے اور وہ کبھی چپ نہ ہوں گے۔ سن یزید !اور تم بھی سنو یزید کے دربار والو! میں زین العابدین علی اوسط ہوں حسین شہید کربلا کا بیٹا، علی شیر خدا کا پوتا اور محمد رسول اللہ ﷺ کا نواسہ ہوں۔ ہمارے گھر کی نوبت اور ہمارے گھر کا نقارہ پانچوں وقت کی اذان ہے، جو اس ظلم و جبر کے دور میں بھی پانچوں وقت اپنی صدا بلند کرتی ہے اور تم سب اس کی تعظیم کے لیے لبیک کہہ کر کھڑے ہو جاتے ہو اور ہمارے گھر کی یہ نوبت تو ہمارے بعد بھی بلند ہوتی رہے گی“۔

نذرانۂ عقیدت بارگاہ اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین

حضرت مولانا حسنؔ رضا خان علیہ الرحمہ

باغِ جنت کے ہیں بہرِ مدح خوانِ اہل بیت
تم کو مژدہ نار کا اے دُشمنانِ اہل بیت

کس زباں سے ہو بیاں عز و شانِ اہل بیت
مدح گوئے مصطفی ہے مدح خوانِ اہل بیت

ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیۂ تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہل بیت

اُن کے گھر میں بے اجازت جبرئیل آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر و شانِ اہل بیت

پھول زخموں کے کھلائے ہیں ہوائے دوست نے
خون سے سینچا گیا ہے گلستانِ اہل بیت

حوریں کرتی ہے عروسانِ شہادت کا سنگار
خوبرو دولھا بنا ہے ہر جوانِ اہل بیت

اے شبابِ فصلِ گل یہ چل گئی کیسی ہوا
کٹ رہا ہے لہلہاتا بوستانِ اہل بیت

اپنا سودا بیچ کر بازار سونا کر گئے
کونسی بستی بسائی تاجرانِ اہل بیت

اہل بیتِ پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لَعْنَةُ اللهِ عَلَيْكُم دشمنانِ اہل بیت

بے ادب گستاخ فرقے کو سنا دو اے حسنؔ
یوں کہا کرتے ہیں سنی داستانِ اہل بیت

https:.//www.ashrafia.net

حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

کی ختمِ نبوت پر دلائل...

جناب مہتاب عالم اشرفی صاحب

حضور جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے "خاتم النبیین" بنا کر اس دار فانی میں مبعوث فرمایا۔آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ختم نبوت کے بارے میں بطور استدلال قرآن کی چند آیات مبارکہ درج ذیل ہیں:

۱)مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ. (پارہ:۲۲،سورۃ الاحزاب،آیت:۴۰)

ترجمہ: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے آخر۔

۲)اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ۔ (پارہ:۶،سورۃ المائدہ،آیت:۳)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لیے دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کرلیا

۳)اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ لَا تُسْــٴَـلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ (پارہ:۱،سورۃ البقرہ،آیت:۱۱۹)

ترجمہ: اور بے شک ہم نے آپ کو (قیامت تک کے) تمام لوگوں کے لیے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔

۴)قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا (پارہ:۹،سورۃ الاعراف،آیت:۱۵۸)

ترجمہ: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرمادیجئے کہ اے لوگوں بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

مرزا غلام احمد قادیانی:

گورداس پور کے ایک علاقہ قادیان میں پیدا ہوا، یہ شخص پہلے مبلغ اسلام کی شکل میں ظاہر ہوا پھر اس نے مسیح موعود کا دعویٰ کیا، اس کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا۔ ۱۹۰۸ء میں یہ شخص مر گیا۔ پہلی آیت کے بارے میں قادیانی کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے مہر ہیں، جس شخص پر آپ کی مہر لگ جاتی ہے وہ نبی بن جاتا ہے اور اس آیت کا یہی مطلب ہے۔ سو ان کے نزدیک غلام احمد قادیانی پر بھی آپ کی مہر لگی اور وہ نبی بن گیا (معاذ اللہ) جب کہ ختم نبوت کا یہ معنی قرآن کی خالص تحریف ہے دوسری آیت سے معلوم ہوا کہ دین اسلام کا کامل ہونا اور نعمت الٰہی کے پورا ہونے میں اس بات کا اشارہ موجود ہے کہ اب نبیوں کے آنے کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے، کیونکہ اگر نزولِ

https:.//www.ashrafia.net

قرآن کے مکمل ہونے کے بعد بھی نبوت کا سلسلہ جاری ہوتا تو اس آیت میں دینِ اسلام کے کامل ہونے اور نعمتِ الٰہی کے پورا ہونے کا ذکر موجود نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ نبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے سب سے بڑی نعمت ہوتا ہے۔

تیسری آیت سے پتا چلا کہ اگر نبی ﷺ کے بعد کسی اور نبی یا رسول کا آنا ممکن ہوتو جن لوگوں کے لیے وہ نبی یا رسول ہوگا، ان کے لیے آپ نبی یا رسول نہیں ہوں گے۔

چوتھی آیت سے پتا چلا کہ اگر آپ کے بعد کسی اور نبی کا آنا جائز ہوتا تو آپ سب لوگوں کے نبی نہ ہوتے۔

خاتم النبیین ﷺ کی زبانی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: حضور نبی رحمت ﷺ نے: ”بنواسرائیل کے انبیاء ان کا سیاسی نظام چلاتے تھے جب بھی کوئی نبی وصال فرماتا تو دوسرا نبی اس کا خلیفہ ہوجاتا اور بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں“۔

(بخاری شریف: ج:۲، ص:۹۱۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضور جانِ عالم ﷺ نے میری مثال اور انبیاء سابقین کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک خوبصورت مکان بنایا لوگ اس مکان کے گرد گھوم کر کہنے لگے کیا ہی خوبصورت مکان ہے مگر اس میں ایک اینٹ نہیں ہے، مکان انبیاء ہیں سو میں وہ اینٹ ہوں“۔(مسلم شریف: ج:۲، ص:۲۴۸)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ”میرے بعد رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی بس میرے بعد نہ کوئی رسول مبعوث ہوگا نہ نبی“۔

(ترمذی شریف، ص:۳۳۱)

ان احادیث مبارکہ کے بارے میں غلام قادیانی کی تاویلات اور اس کے جوابات:

مرزا غلام قادیانی نے تاویل یہ کی کہ آپ کے بعد مستقل اور تشریعی نبی کی نفی ہے کیونکہ وہ امتی اور ظلِ نبی ہیں لہٰذا یہ احادیث ان کے خلاف نہیں ہے۔

جواب: نبوت کی یہ تقسیم صرف مرزائیوں کی اختراع ہے قرآن وحدیث میں نبوت کی یہ تقسیم نہیں۔ قرآن وحدیث کے مطابق نبی اس انسان کو کہتے ہیں جس پر اللہ وحی نازل فرمائے اور اس کو تبلیغ احکام پر مامور کرے اور معجزہ سے اس کی تائید کرے جیسا کہ قرآن میں ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ

ترجمہ: ہم نے نہیں بھیجا آپ سے پہلے مگر مردوں کو ہم ان کی طرف وحی کرتے تھے۔(پارہ:۱۳، سورۃ الیوسف، آیت:۱۰۹)

سید المرسلین ﷺ نے خاتم کے معنی خود متعدد احادیث میں فرما دیا کہ: انا خاتم النبیین لا نبی بعدی ”میں انبیاء کا خاتم ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں“ اور حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا ہونے کے امکان کو خود حضور ﷺ نے اس طرح ختم فرما دیا کہ: ”اے علی! تم اس بات پر خوش نہیں کہ تمہیں مجھ سے وہ نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی، الا انہ لیس نبی

https://www.ashrafia.net

بعدی، لو کان بعدی نبی کان عمر اس حدیث میں لو کان کا استعمال ہوا ہے "لو" امر محال کے لیے آتا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا محال ہے

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اوّل واٰخر ہیں:

یہ فضیلت بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رب نے سب سے اوّل پیدا فرمایا اور سب سے آخر میں مبعوث فرمایا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا:

کنت نبیا و ادم بین الماء و الطین (مشکوۃ)

ترجمہ: میں نبی تھا جب آدم مٹی اور پانی کے درمیان تھے۔

مثال: اگر کوئی شخص کھجور کی گٹھلی زمین میں بوتا ہے تو اس کا مقصد پھل پانا ہوتا ہے مگر پھل سے پہلے کونپل پھوٹتی ہے پھر اس کا چھوٹا سا پودا اُگتا ہے پھر شاخیں نکلتی ہیں سب سے آخر میں پھل آتا ہے مگر جب بونے والا پھل کھاتا ہے تو اس کے منہ میں کوئی چیز نکلتی ہوئی محسوس ہوتی ہے، جب وہ نکال کر دیکھتا ہے تو وہی اوّل چیز تھی جسے اس نے سب سے پہلے بویا تھا **وہی اول وہی آخر** بلا تشبیہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات بھی وہ ذات ہے کہ۔

ترا قد مبارک گلبن رحمت کی ڈالی ہے
اسے بو کر ترے رب نے بنا رحمت کی ڈالی ہے

اسی ذات مبارک سے اللہ نے نبوت کی بنیاد رکھی اور جب یہ شجر نبوت بڑھا، پھلا، پھولا اور مختلف انبیاء بالتدریج دنیا میں تشریف لائے تو سب سے آخر میں ثمر نبوت کا ظہور ہوا تو گویا جس کی ذات بابرکات سے رحمت و نبوت کی بنیاد رکھی گئی تھی آخر میں اس ذات کا جلوہ نظر آیا تو حضور جانِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اوّل بھی ہوئے آخر بھی، دیکھنے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نخل آدم کے ایک پھول ہیں مگر حقیقت میں آدم خود نخل مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک پھول ہیں۔

ظاہر میں میرے پھول حقیقت میں میرے نخل
اس گل کی یاد میں یہ صدا ابوالبشر کی ہے

کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ کرنے اور دعا کرنے کی اصل

کھانا وغیرہ سامنے رکھ کر قرآن مجید میں سے کچھ سورتیں پڑھی جائیں اور اس کے بعد ایصالِ ثواب اور دعا کی جائے یہ عمل جائز ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تو اُم سلیم نے آپ کے لیے ستو، گھی اور کھجور سے بنا ہوا کھانا بھیجا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَادْعُ لِیْ مَنْ لَقِیْتَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ "جو تمہیں ملے اس کو بلاؤ" وَوَضَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدَہٗ عَلَی الطَّعَامِ فَدَعَا فِیْہِ وَقَالَ فِیْہِ مَاشَآءَ اللّٰہُ. رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک کھانے پر رکھا اور دعا فرمائی اور جو کچھ اللہ کو منظور تھا وہ کلمات آپ نے فرمائے۔

(صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب زواج زینب بنت جحش، رقم: ۱۴۲۸، ج ۲، ص ۱۰۳۶)

https://www.ashrafia.net

قطب الاقطاب، زہد الانبیاء، سید العارفین، امام العاشقین، شیخ الاسلام والمسلمین

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر نور اللہ مرقدہٗ

◆ جناب عبدالرؤف عروج صاحب

جس وقت کابل اور اس کے نواح پر چنگیز خان اور اس کے لشکریوں نے چڑھائی کر دی تھی اور لوٹ مار کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ قاضی شعیب نے اپنے تین لڑکوں کے ساتھ لاہور کی طرف ہجرت کی اور وہاں آ کر اس خیال سے قیام کیا کہ آئے دن کے خلفشار اور پریشان خاطری سے نجات ملے۔ اس کے کچھ دنوں کے بعد انہوں نے لاہور کا قیام ترک کر کے ملتان کے ایک قصبہ کھتی وال کو اپنی جائے اقامت بنایا اور مستقل طور پر وہیں آباد ہو گئے۔ یہ قاضی شعیب شیخ فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمہ کے جدِ بزرگوار تھے، جن کا خاندانی نسب نامہ فرخ شاہ والی کابل سے ملتا تھا۔ حضرت شیخ فرید الدین علیہ الرحمہ کے والد شیخ سلیمان، سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ کے بھانجے تھے اور والدہ مولانا وجیہ الدین بخندی علیہ الرحمہ کی صاحبزادی۔ جن کی اکثر کرامات سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ کی زبانی منقول ہیں۔

زہد الانبیاء حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمہ ۵۹۵ھ میں کھتی وال میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد اور والدہ سے حاصل کی۔ والدہ چونکہ انتہائی پارسا اور باکرامت خاتون تھیں۔ انہوں نے ان کی تربیت اور پرورش کا خاص اہتمام کیا۔ اس طرح حضرت شیخ فرید الدین علیہ الرحمہ نے ابتدائی تعلیم کھتی وال میں پائی۔

پھر مزید تعلیم کے لیے ملتان آئے جو اس وقت اپنے دور کے نامور علماء اور فضلاء کا مرکز بنا ہوا تھا۔ ایک دن وہ نافع کی کتاب پڑھ رہے تھے کہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کی نظر ان پر پڑی۔ انہوں نے پوچھ لیا: صاحبزادے کیا پڑھ رہے ہو؟ کہا: علمِ فقہ میں نافع کی کتاب پڑھ رہا ہوں۔ فرمایا: **"ان شاء اللہ نافع سے ضرور نفع ہوگا"**۔ حضرت بختیار کاکی علیہ الرحمہ کی ہمت افزائی اثر کر گئی وہ اسی وقت ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عقیدت مندوں میں شامل ہو گئے اور اصرار کیا کہ میں بھی آپ کے ساتھ دہلی چلوں گا۔ حضرت بختیار کاکی علیہ الرحمہ نے ان کو نصیحت کی کہ ابھی کچھ دن اور ملتان میں ٹھہرو جب تحصیل علم سے فراغت پالو تو دہلی چلے آنا۔ حضرت شیخ فرید الدین علیہ الرحمہ نے ایسا ہی کیا۔ پانچ سال تک مسلسل توجہ اور

https:.//www.ashrafia.net

محنت سے تحصیل علمی کی۔ جب اس سے فراغت پائی تو سیدھے دہلی پہنچ کر حضرت بختیار کاکی علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت بختیار کاکی علیہ الرحمہ نے اپنی خانقاہ کے نزدیک ان کو ایک حجرہ دے دیا تھا کہ وہ ریاضت ومجاہدہ میں مشغول رہیں۔ ہفتہ میں ایک دن حضرت بختیار کاکی علیہ الرحمہ ان سے ملتے اور ان کا حال پوچھ جاتے تھے۔ اسی طرح کئی سال گزر گئے۔ ایک دن حضرت بختیار کاکی علیہ الرحمہ نے ان سے کہا روزہ رکھا کرو۔ انہوں ایسا ہی کیا ایک دن افطار کے وقت کوئی شخص کئی روٹیاں دے گیا۔ ابھی آپ نے افطار کیا ہی تھا کہ طبیعت متلا گئی۔ انہوں نے جو کچھ کھایا تھا وہ سب اُگل دیا اسی واقعہ کو حضرت بختیار کاکی علیہ الرحمہ نے سنا تو فرمایا: **"تین روز کے بعد تم کو جو روٹیاں ملی تھیں وہ ایک شراب فروش کی تھیں، اللہ نے اپنی مہربانی سے تمہارے معدہ کو اس مکروہ غذا سے آلودہ نہیں ہونے دیا، جاؤ تین روز اور روزہ رکھو اور جو چیز تم کو غیب سے ملے اس سے افطار کرو"**۔ حضرت شیخ فریدالدین علیہ الرحمہ نے حکم کی تعمیل میں تین روز تک متواتر روزے رکھے۔ جب چھ روز کے بعد بھی ان کو کھانا نہ ملا تو ان پر شدید ضعف کی کیفیت طاری ہوگئی۔ ایک رات گزری تھی کہ بھوک کی شدت سے بے تاب ہونے لگے تو اتفاق سے چند سنگ ریزے ان کے ہاتھ میں آگئے۔ انہی کو انہوں نے منہ میں ڈال لیا وہ سنگریزے شکر بن گئے انہوں نے ان کو تھوک دیا پھر ویسا ہی کیا پھر وہی صورت ہوگئی۔ یہ واقعہ حضرت بختیار کاکی علیہ الرحمہ سے بیان کیا تو کہا: **"وہ شکر غیب سے آئی تھی اور اسی طرح تم کو شکر ملتی رہے گی"**۔

جب سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی علیہ الرحمہ اجمیر سے دہلی آئے تو حضرت بختیار کاکی علیہ الرحمہ نے اپنے ارادت مندوں کو ان کے حضور پیش کیا۔ حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمہ نے پوچھا: کیا تمہارے ارادت مندوں میں سے اور کوئی باقی رہ گیا؟ کہا: ہاں! شیخ فریدالدین مسعود، جو اس وقت چلہ کش ہیں۔ حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ نے چلہ کے مقام پر جا کر ان کو دیکھا وہ اس قدر کمزور ہو چکے تھے کہ تعظیم کو اُٹھ بھی نہیں سکے۔ مجبور ہو کر زمین پر سر رکھ دیا۔ حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمہ نے ان کا دایاں بازو پکڑ کر اٹھایا اور آسمان کی طرف نگاہ کرتے ہوئے کہا: **"خداوندعالم! فرید کو قبول کر اور بندگان کامل کے مرتبہ میں پہنچا"**۔ پھر حضرت فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمہ پر اسرار ومعرفت کے تمام دریچے اشکار ہو گئے اور ان کا شمار اپنے دور کے نامور صوفیاء میں ہونے لگا۔ حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمہ نے تمام ظاہر و باطنی علوم کی تکمیل کے بعد حضرت بختیار کاکی علیہ الرحمہ سے سفر کی اجازت چاہی۔ انہوں نے اجازت دے دی اور کہا کہ: **"اب شاید تم سے زندگی میں ملاقات نہ ہو لیکن تم میرے انتقال کے دو تین روز بعد آ کر قاضی حمیدالدین سے اپنی امانتیں لے لینا جو میں ان کے پاس چھوڑ جاؤں گا"**۔ حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمہ دہلی سے نکل کر ہانسی پہنچے ہی تھے کہ انہیں خواب

https:.//www.ashrafia.net

میں اشارہ ملا کہ حضرت بختیار کاکی علیہ الرحمہ رحلت کر گئے ہیں فوراً دہلی پہنچے۔اس وقت ان کے انتقال کو تین روز گزر گئے تھے،انھوں نے ان کی قبر پر فاتحہ پڑھی اور خرقہ لے کر ہانسی روانہ ہو گئے۔ ہانسی کے قیام کے دوران آپ کی شہرت پورے ہندوستان میں پھیل گئی لوگوں کا اژدھام ہونے لگا۔ اس اژدھام سے گھبرا کر اجودھن چلے آئے تاکہ عبادت اور ریاضت کا موقع ملے لیکن یہاں بھی ہانسی کی سی صورت حال پیش آئی۔ چاہتے تھے کہ کہیں اور چلے جائیں لیکن آپ نے فیصلہ کرلیا کہ وہ مخلوقِ خدا کے ہجوم میں ہی رہیں گے۔

ایک دن سلطان غیاث الدین بلبن آپ کی خدمت میں قدم بوسی کے لیے حاضر ہوا۔ اس کے ساتھ اس کے درباری اور لشکری اس قدر زیادہ تعداد میں تھے کہ حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمہ گھبرا گئے لیکن غیب سے اشارہ ہوا کہ: **"اے فرید! نہ گھبراؤ تحمل سے کام لو"** پھر آپ نے کسی کو ملنے سے نہیں روکا اور نہ گھبرائے۔ حضرت بابا فرید الدین علیہ الرحمہ نے اپنی تمام زندگی ریاضت و مجاہدے کے ساتھ ساتھ خلق خدا کی خدمت میں گزاری۔ تاریخ نویسوں اور تذکرہ نگاروں نے ان کی بے شمار کرامتیں بیان کی ہیں۔ان کے پڑھنے اور سننے سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے دور کے انتہائی صاحبِ کشف و کرامت بزرگ تھے۔ ہزاروں بندگانِ خدا ان کی خانقاہ میں حاضر ہوتے اور ان سے روحانی فیوض حاصل کرتے تھے۔ دہلی کے کئی حکمرانوں نے ان کی خانقاہ کی جاروب کشی کو اپنے معمولات میں داخل کرلیا تھا اور خواستگاری کی تھی کہ وہ ان کے حق میں دعا فرمائیں۔

جب حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمہ کا آخری وقت آ گیا تو وہ اپنا زیادہ تر وقت مجاہدے اور ریاضت میں گزارنے لگے،اس کے ساتھ ہی ان پر محویت اور استغراق اس قدر غالب آ گیا تھا کہ وہ بار بار نماز پڑھتے اور حاضر باشوں سے پوچھتے تھے کہ: **"کیا میں نے نماز پڑھ لی"**۔ حاضر باش جواب دیتے: "جی ہاں!" وہ کہتے: **"اچھا! ایک بار اور پڑھ لوں کیا نقصان ہے"**۔ان کی زندگی کے آخری روز و شب اسی کیفیت میں گزرے یہاں تک کہ ۵ محرم الحرام ۶۶۹ھ کو ان کا وصال ہو گیا۔

حضرت فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمہ کے خلفاء کی فہرست بہت طویل ہے،ان میں سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہی علیہ الرحمہ کو اس اعتبار سے نمایاں مقام حاصل ہے کہ انھوں نے نہ صرف اپنے شیخ کے ملفوظات جمع کیے بلکہ ان کے سلسلہ کو جاری رکھا اور سچ تو یہ ہے کہ سلسلہ چشت کو سب سے زیادہ فروغ سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ ہی سے ملا۔

..........*.....*.....*

حاجی خواجہ قطب فرید
حق فرید بابا فرید

..........*.....*.....*

https:.//www.ashrafia.net

ظالموں کا انجام

کربلا کے میدان میں جو ظلم وستم ہوا وہ بالآخر رنگ لایا...

جناب عبداللہ صاحب

محترم قارئین! مختار بن عبید ثقفی نے نواسۂ رسول، جگر گوشہ بتول حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کے بارے میں بڑا شاندار کارنامہ انجام دیا لیکن آخر میں وہ دعویٰ نبوت کر کے مرتد ہوگیا۔(العیاذ باللہ تعالیٰ)

دور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اخیر میں مختار بن ابی عبید ثقفی نے دعویِ نبوت کیا تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس سے جنگ کی اور اسے اور اس کے اتباع کو موت کے گھاٹ اتروادیا۔(البدایۃ ۸/۲۸۹)

مشیت ایزدی کو کربلا کے میدان میں جن مدارج کمال کی تکمیل کرانی تھی وہ ہوگئی۔ جب تک محبوب کے شہزادوں اور جاں نثاروں کے جسد مبارک کو نہیں رونڈا لا گیا بے نیازی کی پوری شان جلوہ گر تھی کسی نے بھی مصیبت ٹالنے کے لیے اپنے رب سے دعا نہیں کی، نانا جان ﷺ کے اشارۂ ابرو میں کیا نہیں تھا؟ حیدر خیبر شکن کرم اللہ وجہہ الکریم کے شمشیر ذوالفقار کیا نہیں کر سکتی تھی؟ سید کی آہ صبح گاہی سے کیا کچھ نہیں ہوسکتا تھا؟ آنے والے سب کو معلوم تھا۔ بپا ہونے والے محشر آلام سے سب واقف تھے لیکن کسی نے کچھ نہیں کیا۔ دعا بھی کی تو صبرو استقلال اور ثبات و پامردی کی۔ لیکن تسلیم و رضا کی راہ طے ہوتے ہی شام کی سرزمین پر قہر الٰہی کا آتش فشاں پھوٹ پڑا۔

ایک گستاخ سے مواخذہ ہوا۔ ایک ایک موذی کو سزا ملی، دمشق سے کوفہ اور کربلا تک سارے ستم گر لرزا دینے والی ہلاکتوں کا نشانہ بنے۔ قہر وغضب کی کڑکتی ہوئی بجلیوں سے یزیدی اقتدار کا آشیان جل گیا، زمین جل گئی، آبادیوں میں ہولناک وبائیں پھوٹ پڑیں۔ مختار ثقفی نے انتقام کا مغزہ بلند کیا۔ دنیا اچانک اس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوگئی۔ ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ اس نے کوفہ اور دمشق کی اینٹ سے اینٹ بجادی قاتلان اہلِ بیت میں سے ایک ایک کو گرفتار کر کے شاہراہوں پر قتل کرایا۔ دشمنانِ اہل بیت کو جو سزا ملی وہی عبرت کے لیے کافی تھی لیکن لرز جانے کی جگہ یہ ہے کہ اُس وقت سے لے کر آج تک بھرپور جذبہ نفرت کے ساتھ یہ اُمت انہیں ٹھکراتی

https:.//www.ashrafia.net

اور قیامت تک پائے حقارت سے ٹھکراتی رہے گی۔ یہ تو دنیا کا انجام ہے جو چند روزہ ہے آخرت میں قاتلانِ اہل بیت کا جو ہولناک انجام ہوگا اس کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ ستم پیشہ یزیدوں اور اہل بیت کے قاتلوں سے قدرت نے جو انتقام لیا اور ان کے سروں پر قہر خداوندی کی جو قیامت ٹوٹی وہ رہتی دنیا تک تماشا عبرت ہے فرداً فرداً ہر ایک قاتل کی ہلاکت نوشت ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

یزید کا انجام:

دمشق کے ایک بھرے بازار میں اہل بیت کے ایک مظلوم نے یزید کو طلب کرتے ہوئے کہا تھا: **"حسین کے خون سے جس سلطنت کی بنیاد کو تو نے پانی دیا ہے تیری یاد بھی اس پر نہیں تھو کے گی"**۔ اس جملے پر سارا دربار سناٹے میں آ گیا اور دلوں کی گہرائی میں بات اتر گئی تھی کہ خاندانِ اہل بیت رسالت کے مظلوم کی یہ آہ کبھی نہیں جائے گی۔

واقعہ کربلا کے کچھ ہی دنوں کے بعد یزید ایک ہلاکت آفریں اور موذی مرض میں مبتلا ہو گیا پیٹ کے درد اور آنتوں کی ٹیس سے ماہی بے آب کی طرح تڑپتا رہتا تھا۔ حمس میں جب اسے اپنی موت کا یقین ہو گیا تو اپنے بڑے لڑکے معاویہ کو بستر مرگ پر بلایا اور امور سلطنت کے بارے میں کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ بے ساختہ بیٹے کے منہ سے ایک چیخ نکلی اور نہایت ذلت وحقارت کے ساتھ یہ کہتے ہوئے باپ کی یہ پیشکش کو ٹھکرا دیا کہ: **"جس تخت وتاج پر آلِ رسول کے خون کے دھبے ہیں میں اسے ہرگز قبول نہیں کرسکتا۔ خدا اس منحوس سلطنت کی وراثت سے مجھے محروم رکھے، جس کی بنیادیں سبط رسول کے خون پر رکھی گئی ہیں"**۔ یزید اپنے بیٹے کے منہ سے یہ الفاظ سن کر تڑپ گیا اور بستر پر پاؤں پٹخنے لگا۔ موت سے تین دن پہلے آنتیں سڑ گئیں، کیڑے پڑ گئے۔ تکلیف کی شدت سے خنزیر کی طرح چیختا تھا۔ پانی کا قطرہ حلق سے نیچے اترنے کے بعد بری طرح چیخنے لگتا تھا، عجیب قہر الٰہی کی مار تھی۔ پانی کے بغیر بھی تڑپتا تھا اور پانی پی کر بھی چیختا تھا۔ کسی حال میں اسے چین نہ تھا۔ بالآخر پیاس کی شدت، درد کی تکلیف اور زخموں کی ٹیس سے تڑپ تڑپ کر اس کی جان نکلی۔ لاش میں ایسی ہولناک بدبو تھی کہ قریب جانا مشکل تھا۔ اس کے کفن دفن کے بعد بنواُمیہ کے حامیوں نے زبردستی اس کے بیٹے کو تخت پر بٹھا دیا لیکن وہ عالم وحشت میں چیختا ہوا بھاگا اور ایک کوٹھری میں گھس گیا۔ جب تک زندہ رہا حسین کا نعرہ لگاتا رہا۔ بالآخر کچھ دنوں کے بعد وہ بھی چل بسا۔

تاریخ کی شہادتوں سے پتا چلتا ہے کہ بنوعباس کے زمانے میں جب یزید کی قبر کھودی گئی تو اس کی ہڈیاں جل کر سیاہ ہو گئیں تھی اس واقعہ سے عالم برزخ کے حالات پر تھوڑی سی روشنی پڑتی ہے۔

ابن زیاد کا انجام:

امام مسلم اور ان کے یتیم بچوں کی نگہداشت سے لے کر کربلا کے معرکہ خون ظلم وستم و شقاوت کی یہ ساری داستان جس کی سرکردگی میں مرتب ہوئی اس قاتل کا نام ابن زیاد ہے۔ یزید

https://www.ashrafia.net

کے ہلاکت خیز نقشِ کربلا کے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کا الزام اس بدبخت کی گردن پر ہے۔

مختار ثقفی کی بے اماں تلوار کوفے کی حکومت پر قبضہ کرتے ہی قاتلانِ اہل بیت کے خون سے اپنی پیاس بجھانے کے لیے بے نیام ہوگئی۔

کل تک جس کوفے کی آبادی میں آلِ رسول کو پناہ دینا ناقابل معافی جرم تھا آج اس گلیوں میں مختار ثقفی کا منادی یہ اعلان کر رہا تھا کہ: **"اہل بیت کے قاتلوں پر شہر پناہ کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے، جو بھی آل رسول کے دشمنوں کو اپنے گھر میں پناہ دے گا اسے آگ میں پھونک دیا جائے گا"**۔ رات بھر حکومت کے جاسوس اور مختار کے سپاہی چن چن کر قاتلوں کو گرفتار کرتے رہے۔

ابن زیاد کے بارے میں معلوم ہوتا ہے کہ وہ مختصر سا لشکر لے کر جنگل کی طرف بھاگ گیا ہے یہ خبر ملتے ہی فوراً ثقفی نے ابراہیم بن ملک اشتر کو ایک لشکر کے ساتھ اس کے تعاقب میں روانہ کیا۔ موصل کے قریب ابراہیم کے لشکر نے اسے پالیا۔ دونوں طرف مقابلہ ہوا۔ بالآخر ابن زیاد کو شکست ہوئی اور وہ زخمی ہو کر میدان میں گر پڑا۔ ابراہیم نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے اس کے سینے پر چڑھ گیا اور اس سے کہا: **"آج تو نے دیکھ لیا کہ خدا ظالموں سے کس طرح انتقام لیتا ہے۔ مختار ثقفی کوئی بادشاہ نہیں ہے۔ وہ قہر الٰہی کی ایک کڑکتی ہوئی بجلی ہے جو پردہ غیب سے نمودار ہوئی ہے"**۔ یہ کہہ کر خنجر نکالا اور اس کے سینے میں پیوست کر دیا۔ تڑپ تڑپ کر جب لاش ٹھنڈی ہوگئی تو سر مختار کے سامنے پیش کیا۔

مقام عبرت ہے کہ کوفہ کے اسی دارالخلافہ میں جہاں کل شہزادۂ رسول کا کٹا ہوا سر طشت میں رکھا گیا اور ابن زیاد ہونٹوں پر چھڑی مار رہا تھا، آج اسی جگہ ابن زیاد کا سر رکھا ہوا تھا اور ساری دنیا اس کے چہرے پر لعنت برسا رہی تھی۔

عمرو بن سعد کا انجام:

ابن سعد ہی وہ شقی ازلی ہے جس کی دسوں انگلیاں آل حیدر کے خون میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ جس کی کمان میں کربلا کا خون ریز معرکہ سر ہوا اور خاندان رسالت کے لعل و جواہر خاک و خون میں آلودہ ہوئے۔ ملک رے کی حکومت کے لالچ میں اس ظالم نے بی بی بتول رضی اللہ عنہا کا ہرا بھرا چمن تاراج کیا۔

کوفے میں جب قہر خداوندی کی تلوار چمکی اور باغیان رسالت کا قتل عام شروع ہوا تو یزیدی فوج کے سردار پاگل کتوں کی طرح اِدھر اُدھر بھاگنے لگے لیکن مختار کے جانباز سپاہیوں نے کسی کو زندہ نہ چھوڑا۔ شمر کو تہہ خانے سے، ابن سعد کو پہاڑ کی کوہ سے اور خولی کو جنگل سے گرفتار کر کے لایا گیا۔ جس وقت ابن سعد سامنے آیا تو مختار کی آنکھوں سے چنگاری برسنے لگی، گرجتے ہوئے کہا: **"دشمن رسول بتا تجھے کیا سزا دوں؟ جس سے دنیائے اسلام کے کلیجوں کی وہ آگ ٹھنڈی ہو جائے جو تیرے ناپاک ہاتھوں نے کربلا میں لگائی ہے"**۔ ابن سعد نے جواب دیا: **"میں بے گناہ ہوں، واقعہ کربلا کی ساری ذمہ داری یزید اور ابن زیاد پر ہے۔ میں نے صرف ان کے احکام کی تعمیل کی ہے"**۔

https://www.ashrafia.net

مختار کی آنکھیں غصہ سے سرخ ہوگئیں، کانپتے ہوئے کہا: "اوننگ اسلام سچ بتا! یزید اگر تیرے خون کی اولاد کو قتل کا حکم دیتا تو کیا اس کی تعمیل کر سکتا تھا؟ یزید کے حکم کی تعمیل تو نے کی لیکن اپنے نبی ﷺ کے حکم کو نہ مانا"۔

اسی درمیان خبر ملی کہ ابن سعد کا بیٹا حفص (جو کہ کربلا میں امام عالی مقام حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف اپنے باپ کی مدد کر رہا تھا) بھی گرفتار کر کے لایا گیا ہے۔ مختار نے حکم دیا کہ: اسے فوراً حاضر کیا جائے۔ جب وہ سامنے آیا تو جلاد سے کہا کہ: "ابن سعد کے سامنے اس کے بیٹے کا سر تن سے جدا کر، تاکہ اسے معلوم ہو جائے کہ حضرت علی اکبر اور حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہما کو تڑپتا ہوا دیکھ کر امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے دل پر کیا گزری ہوگی؟"

جلاد نے آگے بڑھ کر جونہی گردن پر تلوار چلائی ابن سعد چیخ پڑا ابھی وہ سر پیٹ ہی رہا تھا کہ اشارہ پاتے ہی جلاد نے ابن سعد کی گردن بھی اڑا دی۔

شمر کا انجام:

یہ وہ ہی بخت ہے جس نے جگر گوشہ رسول امام حسین رضی اللہ عنہ کی گردن پر تلوار چلائی تھی اور فاطمہ کے چاند کو خاک و خون میں ڈبو دیا تھا۔ ابن سعد کے قتل سے فارغ ہو کر مختار نے اسے سامنے کھڑا کیا۔ یہ مارے خوف و دہشت کے تھر تھر کانپنے لگا۔ مختار نے گرجتے ہوئے کہا: "نابکار ملعون! ذرا وہ ہاتھ اٹھا جس سے شہزادہ کونین کی گردن پر تو نے خنجر پھیرا تھا۔ تجھے ذرا بھی غیرت نہ آئی کہ تو نے اپنے ہاتھوں سے کعبہ کی دیوار ڈھا دی۔ اونٹ اور بکری کی طرح فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لال کو ذبح کیا۔ افسوس!! حرم کا چراغ اور عرش کی قندیل تو نے پھونکوں سے بجھا دی۔ شقی القلب! تین دن کے بھوکے پیاسے کو تہ تیغ کرتے ہوئے تجھے ذرا بھی ترس نہ آیا۔ تیرا زندہ جسم پھونک کر اس کی راکھ ہواؤں میں اڑا دی جائے، جب بھی حسین کے خون کا بدلہ نہیں ہو سکے گا۔ سنگدل قاتل! ذرہ حسین کا نعرہ بلند کر رہا ہے۔ تیرے ہاتھوں نے بحر و بر میں آگ لگا دی ہے، اب اسے کون بجھا سکتا ہے"۔

عالم ضبط و غضب میں جونہی مختار ثقفی نے تلوار اٹھائی شمر نے گڑگڑاتے ہوئے کہا: "پیاس سے تڑپ رہا ہوں ایک گھونٹ پانی پلا دے" مختار نے کہا: "وہ وقت یاد کر جب تیری فوج نے فرات کی لہروں پر ۲۲ ہزار تلواروں کا پہرہ بٹھا دیا تھا اور اہل بیت کے بچے اور پردہ نشین شہزادیاں تین شبانہ روز پانی کے ایک ایک قطرے کو ترس کے رہ گئیں۔ تجھے یہاں پانی مل سکتا ہے؟ جہنم تیرے انتظار میں ہے"۔ شمر کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ مختار نے اشارہ کیا اور جلاد نے آگے بڑھ کر سر تن سے جدا کر دیا

خولی کا انجام:

یہ وہی آتشیں نصیب ناری ہے جس نے سبط رسول اللہ ﷺ کے کلیجے میں برچھا مارا تھا اور سر کو نیزے پر چڑھا کر خوشی میں ناچا تھا۔ مختار کے سامنے جب وہ لایا گیا تو بید کی طرح کانپ رہا تھا۔ اسے دیکھتے ہی مختار کے غضب کی آگ بھڑک اٹھی جلاد کو کہہ دیا کہ: "اس کے دونوں ہاتھ کاٹ ڈالو"۔ جب اس

کے دونوں ہاتھ کاٹ ڈالے گئے تو دونوں پاؤں کاٹنے کا حکم دیا۔ تکلیف کی شدت سے وہ زمین پر اُچھلنے لگا۔ مختار نے کہا: **"ضبط سے کام لے، تیرے قتل کے بعد بھی تیری لگائی ہوئی آگ مسلمانوں کے سینے میں بھڑکتی رہے گی۔ یہ بھی تیرے اعمال کی کافی سزا ہے تو جس دردناک عذاب کا مستحق ہے اس کا سلسلہ تیری آخری ہچکیوں کے بعد شروع ہوگا"۔**

دیگر اشقیاء کا انجام:

حرملہ بن کاہل جس نابکار نے شیر خوار حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہ پر تیر چلایا تھا اور باغِ رسالت ﷺ کا وہ ننھا سا پودا دم کے دم میں مرجھا گیا۔ مختار کا حکم ہوا **"حرملہ کے گلے پر تیروں کی بارش کی جائے اور نزع کے آخری لمحے تک تیر گلے کے آر پار ہو"۔**

اس طرح تڑپ تڑپ کر وہ واصل جہنم ہوا۔

امام اعلیٰ مقام حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جیار بن یزید نے آپ کا عمامہ شریف بہ نیت استہزاء اپنے ناپاک سر پر رکھ لیا تھا۔ اس جرم کی پاداش میں کچھ دنوں کے بعد وہ پاگل ہوگیا اور فولادی زنجیروں سے ٹکرا کر ذلت وخواری کی موت مرا۔

عبدالرحمن بن حصین نامی گستاخ نے خیمہ مبارک سے امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کا پیراہن شریف لوٹ کر پہنا تھا۔ اس گستاخ کو یہ سزا ملی کہ وہ برص کی ناپاک بیماری میں مبتلا ہوگیا۔ مکھیوں کی بھنبھناہٹ سے گھر کا کوئی شخص اس کے قریب نہیں جاتا تھا۔ کتے کی طرح اُسے دانہ پانی دیتے تھے۔ مرتے وقت اس کا چہرہ مسخ ہوگیا۔

یزیدی فوج کے ایک سپاہی اسود بن حنظلہ نے امام اعلیٰ مقام حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی تلوار اپنے قبضے میں کر لی اس بے ادبی کی اِسے یہ سزا ملی کہ وہ جذام میں مبتلا ہوگیا، سارا بدن پھوٹ کر بہنے لگا۔

غرضیکہ جس جس نے بھی حرمت رسول ﷺ کے ساتھ گستاخی کی تھی، سب اپنی سزا کو پہنچے۔ مرتے وقت کسی کا منہ سور کی طرح ہوگیا، کوئی پاگل کتے کی طرح بھونکتا پھرتا تھا۔

اللہ پاک ہمیں دل کی شقاوتوں سے محفوظ رکھے اور تمام صحابہ و اہلبیتِ اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت واُلفت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

رُخسار سے انوار کا اِظہار

حضرت علامہ جامی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ:

"امامِ عالی مقام حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شان یہ تھی کہ جب اندھیرے میں تشریف فرما ہوتے تو آپ رضی اللہ عنہ کی مبارک پیشانی اور دونوں مقدس رُخسار (یعنی گال) سے انوار نکلتے اور قرب وجوار ضیابار (یعنی اطراف روشن) ہوجاتے۔ (شَواھِدُ النُّبُوَّۃ، ص:۲۲۸)

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تُو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

https:.//www.ashrafia.net

حضرت غوث العالم قدس سرہ کی رباعی

ایک خاص الخاص وظیفہ..........ایک ہمہ صفت روحانی تحفہ

مصائب ومشکلات، خوف وہراس سے بچاؤ، آفات وبلیات
اور دشمن کے شر سے حفاظت کے لیے ایک اہم وظیفہ

حضرت اشرف المشائخ ابومحمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

حضرت غوث العالم، محبوبِ یزدانی، میر اوحد الدین سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کی رباعی آج افادۂ عام کے لیے پیش خدمت ہے۔ اس کا مسلسل ورد کتنے بہتر نتائج پیدا کرتا ہے، اس کو پڑھنے سے اللہ کے فضل وکرم سے کیسے کیسے مصائب وآلام سے بچا جاتا ہے اور اس وظیفے کے عامل کے روحانی مراتب کو کس درجہ بلند کرتا ہے یہ لکھنے کی چیز نہیں اسے خود آزما کر دیکھیے۔ تجربے کے بعد جب حقیقت روزِ روشن کی طرح آپ پر عیاں ہوگی تو آپ بھی اس وظیفے کی خوبیاں بیان کرنے سے عاجز ہوں گے لیکن اس کی برکتوں سے مالا مال ہوں گے ان شاء اللہ۔ میں نے بارہا ہدایت کی ہے کہ راہِ سلوک طے کرنے والوں کے لیے زادِ راہ محبت وعقیدت اور یقین کامل ہے۔ اللہ تعالیٰ پر مکمل بھروسہ کرکے بطفیلِ نبی ﷺ جب ہم بزرگانِ دین کی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں تو نہ صرف یہ کہ آقائے دوجہاں، محبوبِ خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نظر عنایت ہوتی ہے بلکہ قربِ الٰہی کی نعمتِ عظمیٰ بھی نصیب ہوتی ہے۔ اللہ رب العزت اپنے آخری نبی ﷺ کے صدقے میں توجہ فرماتا ہے لیکن شکوک وشبہات اور تذبذب میں مبتلا انسان ہرگز ہرگز سعادت حاصل نہیں کرسکتا۔

حضرت غوث العالم محبوبِ یزدانی، سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس عرس مبارک کے موقعہ پر آپ کی ایک رباعی پیش کر رہا ہوں۔ اسے ایک بہت بڑا روحانی ہتھیار سمجھیے جیسا کہ میں نے بتایا کہ اس کے فوائد بے شمار ہیں۔ ہر آڑے وقت کام آنے والا وظیفہ ہے ہر مشکل اور ہر مسئلے کا حل ہے۔ مصائب سے نجات کا ذریعہ ہے۔ دشمن کے شر اور حاکم وقت یا کسی بد دماغ افسر کی جانب نقصان کے اندیشے کا مؤثر سدباب ہے۔ عقیدت ومحبت سے دور اور روحانی عظمتوں سے ناواقف لوگوں کو جرأت نہ ہو سکے گی کہ وہ میرے اس دعوے کو جھٹلا سکیں بلکہ وہ جب اس وظیفے کا ورد کریں گے تو خود قائل ہوجائیں گے۔

اوّل وآخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف کے ساتھ ۱۰۱ مرتبہ ان دوشعروں کا ورد ضرورت پڑنے پر خلوصِ نیت سے کیجئے اور نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیجئے، ان شاء اللہ کامیابی وکامرانی

https:.//www.ashrafia.net

آپ کے قدم چومے گی۔ پنج وقتہ نماز کے بعد ان اشعار کا اپنی سہولت کے مطابق کسی بھی مقررہ تعداد میں پڑھتے رہنا حیرت انگیز نتائج پیدا کرتا ہے۔ کسی بھی دشمن یا ظالم و جابر حاکم یا بد دماغ افسر کے سامنے جانے سے پہلے سات مرتبہ ان اشعار کا ورد ہر طرح کی حفاظت کا سبب ہوگا۔ رباعی یہ ہے:

اشرفِ اشرافِ عالم مرشدِ ارباب دیں
ہر کہ اشرف دوست دارد با مسلماں پاک دیں
من غلامِ سید اشرف پیر مرشد راہنما
ہر مرادِ می رسانم ہر کہ دست گیر ما

نیزے پر بھی تلاوت

صحابیِ رسول حضرت سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

''جب یزیدیوں نے امامِ عالی مقام حضرت سیدنا امامِ حسین رضی اللہ عنہ کے سرِ انور کو نیزے پر چڑھا کر کوفہ کی گلیوں میں گشت کیا اس وقت میں اپنے مکان کے بالا خانہ (یعنی اوپر والے حصے) پر تھا۔ جب سرِ مبارک میرے سامنے سے گزرا تو میں نے سنا کہ سرِ پاک نے تلاوت فرمائی:

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَ الرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا

(پارہ:۱۵، سورۃ الکھف، آیت:۹)

ترجمہ: کیا تمہیں معلوم ہوا کہ پہاڑ کی کھوہ (یعنی غار) اور جنگل کے کنارے والے ہماری ایک عجیب نشانی تھے۔

(شَواھِدُ النُّبُوَّۃ، ص:۲۳۱)

ماھانہ دروسِ قرآن

حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم

ڈاکٹر سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی

☆ ہر انگریزی مہینے کے پہلے جمعۃ المبارک کو

جامع مسجد ''نورانی''

G-11 نیو کراچی

میں ماہانہ درسِ قرآن فرماتے ہیں۔

☆ ہر انگریزی مہینے کے دوسرے جمعۃ المبارک کو

جامع مسجد ''امیر حمزہ''

ناظم آباد پہلی چورنگی

میں ماہانہ درسِ قرآن فرماتے ہیں۔

☆ ہر انگریزی مہینے کے تیسرے جمعۃ المبارک کو

جامع مسجد ''نور الاسلام''

اورنگی ٹاؤن

میں ماہانہ درسِ قرآن فرماتے ہیں۔

https://www.ashrafia.net

خواتین کا صفحہ

جانِ کونین ﷺ کی پھوپھی

حضرت عاتکہ بنت عبد المطلب

سیدہ بنت حکیم سید اشرف جیلانی

آپ حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی چھ صاحبزادیوں میں غالباً چھٹی صاحبزادی ہیں۔

ولادت:

آپ حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی زوجہ فاطمہ بنت عمرو بن عائذ کے بطن سے مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔

اسلام:

آپ کے اسلام لانے کے بارے میں کتبِ سیرت میں اختلاف پایا جاتا ہے اکثر نے آپ کو مسلمان لکھا ہے

نکاح:

آپ کا نکاح ابی اُمیہ بن المغیر سے ہوا۔

مشہور خواب:

کتبِ سیرت میں آپ اپنے اس خواب کی وجہ سے مشہور ہیں تمام سیرت نگاروں نے اس خواب کا ذکر کیا ہے۔

ابھی جانِ کونین ﷺ کی ہجرتِ مدینہ کو دوسرا سال تھا کہ کفار مکہ وہاں سے بھی جانِ کونین ﷺ کو تنگ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔ چنانچہ تمام اہل مکہ خصوصاً سردارانِ مکہ نے ابوسفیان کو سامانِ تجارت دے کر بھیجا۔ مقصد اس تجارت کے نفع سے مسلمانوں کے خلاف جنگی تیاری کرنا تھا۔ اس ارادے کی خبر جانِ کونین ﷺ کو ہوئی تو مسلمانوں کو اس تجارتی قافلہ کو روکنے کا حکم فرمایا۔ ابوسفیان کو جب علم ہوا کہ اس راستے پر مسلمانوں سے خطرہ ہے تو اس نے راستہ بدل لیا اور ایک قاصد کے ذریعے خبر کفار کو بھیجی۔ ابھی یہ قاصد پہنچا نہیں تھا کہ حضرت عاتکہ نے خواب دیکھا اور اپنے بھائی حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما کو بتایا۔

خواب:

''ایک اُونٹ سوار ابطح میں کھڑا چلا کر پکار رہا ہے کہ: اے بے وفاؤ! اپنے بچھڑنے کی جگہ کی طرف تین دن کے اندر جنگ کے لیے نکلو۔ لوگ اس کے اِرد گرد جمع ہو گئے پھر وہ شخص مسجد میں داخل ہوا، لوگ اس کے پیچھے چلے آرہے تھے، پھر وہ اچانک اپنے اُونٹ پر سوار خانۂ کعبہ کے اُوپر نمودار ہوا، پھر اسی طرح پوری قوت سے چلایا کہ: سنو اے غدارو! اپنے مرگھٹ کی طرف تین دن کے اندر اندر جنگ کے لیے نکلو، پھر

https:.//www.ashrafia.net

وہ اُونٹ پر سوار کوہِ قبیس کی چوٹی پر نظر آیا اور اسی طرح چلایا۔ پھر اس نے ایک بڑا پتھر اُٹھایا اور بڑے زور سے نیچے کی طرف پھینکا، دامنِ کوہ میں وہ پتھر گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور پھر مکہ مکرمہ کا کوئی گھر اور کوئی حویلی ایسی نہ تھی جہاں اس پتھر کا کوئی نہ کوئی ٹکڑا نہ پہنچا ہو"۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا: "یہ خواب تو بہت اہم ہے، مگر تم کسی سے بیان نہ کرنا"۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے قریبی دوست ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے اس خواب کا ذکر کیا، اس خواب کا چرچا پورے شہر میں ہو گیا۔

ابو جہل خبیث نے دوسرے کفار کے ساتھ مل کر اس خواب کی خوب ہنسی اُڑائی اور بولا: بنی عبد المطلب کے لیے یہ کافی نہیں تھا کہ ان کے مرد نبوت کا دعویٰ کریں، اب تو ان کی عورتیں بھی نبوت کا دعویٰ کر رہی ہیں۔ پھر بولا: ہم تین دن تک اس کی تعبیر کا انتظار کریں گے، اگر کچھ ظاہر نہ ہوا تو ہم ایک تحریر لکھ کر لٹکا دیں گے۔ حرم مکہ میں سب سے جھوٹا خاندان عبد المطلب کا خاندان ہے۔

اس خواب کے تیسرے دن علی الصبح ابو سفیان کا قاصد ضمضم بن عمرو الغفاری عجیب و غریب صورت بنا کے چیختا ہوا شہر مکہ میں داخل ہوا۔ اس نے اپنے اُونٹ کی ناک کاٹ ڈالی تھی، جس سے اُونٹ کا چہرہ خون آلود اور ہیبت ناک ہو گیا تھا، اس نے اُونٹ کا کجاوا بھی اُلٹ دیا تھا اور اپنے کپڑے بھی پھاڑ رکھے تھے، وہ ماتم کرنے کے انداز میں چیختا ہوا کہہ رہا تھا: "اے گروہِ قریش! فریاد! فریاد! ابو سفیان کے قافلے میں شامل تمہارا سامان لُٹ گیا، اُونٹ چھین گئے اور ان کے ساتھی گھات لگائے حملے کی تیاری کر رہے تھے۔ مجھے اُمید ہے کہ اب تک حملہ ہو چکا ہو گا شاید تم اپنے مال نہ پا سکو"۔

ضمضم غفاری کی اس چیخ و پکار نے پورے شہر مکہ میں ہلچل برپا کر دی یعنی عاتکہ بنت عبد المطلب کا خواب پورا ہوا۔ آپ کے حالاتِ زندگی اس سے زیادہ ہمیں نہ مل سکے، ان کا انتقال کب اور کہاں ہوا؟ اس بارے میں معلومات نہ ہو سکی۔

گستاخِ حسین رضی اللہ عنہ پیاسا مرا

یزیدی فوج کا ایک سخت دل شخص امامِ عالی مقام رضی اللہ عنہ کے سامنے آ کر یوں بکنے لگا: "دیکھو تو سہی دریائے فرات کیسا موجیں مار رہا ہے، خدا کی قسم! تمہیں اس کا ایک قطرہ بھی نہ ملے گا اور تم یوں ہی پیاسے ہلاک ہو جاؤ گے"۔

امام حسین نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: اَللّٰھُمَّ اَمِتْہُ عَطْشَانًا "یا رب! اِس کو پیاسا مار" امام حسین رضی اللہ عنہ کے دُعا مانگتے ہی اُس بے حیاء کا گھوڑا بدک کر دوڑا، وہ پکڑنے کے لیے اس کے پیچھے بھاگا، پیاس کا غلبہ ہوا، اس شدت کی پیاس لگی کہ اَلْعَطَش! اَلْعَطَش! یعنی ہائے پیاس! ہائے پیاس! پکارتا تھا مگر پانی جب اس کے منہ سے لگاتے تھے تو ایک قطرہ بھی پی نہ سکتا تھا یہاں تک کہ اِسی شدتِ پیاس میں تڑپ تڑپ کر مر گیا۔

(سوانح کربلا، ص:۱۴۰)

https:.//www.ashrafia.net

عرفانِ شریعت

فقہی سوالات کے جوابات

ماہِ محرم الحرام

کے متعلق سوالات و جوابات

حضرت علامہ مفتی سعید احمد اشرفی دامت برکاتہم العالیہ

سوال: محرم الحرام میں کالے کپڑے بنانا اور اس کی خرید وفروخت کرنا کیسا ہے؟ شریعت کے مطابق وضاحت فرمائیں

جواب: خاص طور پر محرم کے مہینے میں کالے رنگ کا لباس پہننا روافض کا شعار بن چکا ہے، اس لیے جن ایام میں یہ لوگ سیاہ لباس پہنتے ہیں اس دوران اس طبقے کے ساتھ مشابہت سے بچنے کے لیے سیاہ لباس سے اجتناب لازم ہے۔ البتہ کالے کپڑے بیچنا جائز ہے، اس لیے کہ کالے کپڑے کے کئی استعمال ہوسکتے ہیں، لیکن اگر کسی کے بارے میں معلوم ہو جائے کہ وہ رافضی رسم پورا کرنے کے لیے کالا کپڑا خرید رہا ہے تو اس کو نہیں بیچنا چاہیے، البتہ اگر کسی نے بیچ دیا ہو تو اس کی قیمت حرام نہ ہوگی۔ (الدر المختار وحاشیۃ ابن عابدین)

سوال: محرم الحرام کے ابتدائی دس دنوں میں نہانا کیسا ہے؟

جواب: محرم الحرام کے ابتدائی دس دنوں میں نہانا بالکل جائز ہے بلکہ جو دس محرم الحرام والے دن میں غسل کرے گا تمام سال ان شاء اللہ عزوجل بیماریوں سے امن میں رہے گا کیونکہ اس دن آبِ زم زم تمام پانیوں میں پہنچتا ہے (روح البیان، ج:۴، ص:۱۴۲)

سوال: محرم الحرام میں سرمہ لگانا کیسا ہے؟

جواب: محرم الحرام میں سرمہ لگانا بالکل جائز ہے بلکہ حضور سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص یومِ عاشورہ (۱۰ محرم الحرام) اِثمد سرمہ آنکھوں میں لگائے تو اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی۔ (شعب الایمان، ج:۳، حدیث نمبر: ۳۷۹۴)

اور درمختار میں ہے: ''دسویں محرم الحرام کو جو سرمہ (کسی بھی قسم کا ہو) لگائے تو ان شاء اللہ عزوجل سال بھر تک اس کی آنکھیں نہ دکھیں۔ (در مختار، کتاب الصوم، ج:۳، ص:۴۵۷)

سوال: کیا محرم الحرام میں اچھے اچھے کھانے کھانا جائز ہے؟

جواب: جی ہاں! محرم الحرام میں اچھے کھانے پکانے اور کھانے میں کوئی حرج و گناہ نہیں بلکہ عاشورہ والے دن کے متعلق حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''جو عاشورہ کے دن اپنے بال بچوں کے کھانے پینے میں خوب زیادہ فراخی اور کشادگی کرے گا یعنی زیادہ کھانا تیار کرا کر خوب پیٹ بھر کر کھلائے گا اللہ عزوجل سال بھر تک اس کے رزق میں وسعت اور خیر و برکت عطا فرمائے

https:.//www.ashrafia.net

گا۔(ماثبت من السنة شهر المحرم،ص:۱۷)

سوال: محرم الحرام میں ذکرِ شہادت کرنا کیسا ہے؟

جواب: محرم الحرام میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور دیگر شہیدانِ کربلا کا ذکرِ شہادت نظم (شعر) اور نثر (غیر شعر) میں کرنا اور سننا جائز اور خیر و برکت و رحمت کے نزول کا باعث ہے لیکن شرط یہ ہے کہ صحیح روایات اور سچے واقعات بیان کیے جائیں۔ درست روایات اور واقعہ کربلا کے لیے یہ دو کتابیں مفید رہیں گی:

۱۔ آئینہ قیامت (ازقلم: استاذِ زمن شہنشاہِ سخن حضرت مولانا حسن رضا خان علیہ الرحمہ)

۲۔ سوانحِ کربلا (ازقلم: صدرالافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ)

نوٹ: مجلسِ ذکرِ شہادت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا بھی ذکر کیا جائے تاکہ اہلسنت اور شیعوں کی مجالس میں فرق و امتیاز باقی رہے۔

سوال: ذکرِ شہادت کے وقت رونا کیسا ہے؟

جواب:: اگر ذکرِ شہادت کے وقت اہلِ بیت سے محبت کی وجہ سے دل غمگین ہو جائے اور آنکھوں سے آنسو آ جائیں تو یہ محبت کی پہچان اور جائز ہے مگر رونے رُلانے اور سوگ کے لیے ذکرِ شہادت کرنا اور نوحہ کرنا، چیخنا، چلانا، گریبان چاک کرنا، بال نوچنا، منہ یا سینے پر ہاتھ مارنا شیعوں کا طریقہ ہے جو بالکل ناجائز و گناہ ہے۔

جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے: ''جو منہ پر طمانچہ مارے اور گریبان پھاڑے اور جاہلیت کا پکارنا پکارے (یعنی نوحہ کرے) تو وہ ہم میں سے نہیں (یعنی ہمارے طریقے پر نہیں)''۔

اور اعلیحضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلی قدس سرہ فرماتے ہیں: ''ہر سال سوگ کی تجدید تو اصلاً (بالکل) کسی کے لیے حلال نہیں''۔(فتاوی رضویہ، ج:۲۴)

سوال: محرم الحرام میں منگنی اور شادی کرنا اور رخصتی کرنا کیسا ہے؟

سوال: محرم الحرام یہ شہیدانِ کربلا کے سوگ کا مہینہ نہیں اور نہ اس میں سوگ منانا جائز ہے، لہٰذا محرم الحرام میں منگنی اور شادی اور رخصتی سب جائز ہے لیکن ۱۰ رمحرم الحرام میں منگنی و شادی وغیرہ کرنے سے گریز کرنا چاہیے کیونکہ مسلمانوں میں ۱۰ رمحرم الحرام کا واقعہ کربلا مشہور ہے تو اگر یہ اس دن منگنی و نکاح کرے گا تو لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا ہوگی کہ اس دن واقعہ کربلا ہوا اور یہ خوشیاں منا رہا ہے اگرچہ اس دن شرعاً منگنی و شادی کرنا، خوشی منانا جائز ہے۔(دار الافتاء اہلسنت)

سوال: محرم الحرام میں نئے سال کی مبارک باد دینا کیسا ہے؟

جواب: محرم الحرام سے چونکہ نئے اسلامی سال کا آغاز ہوتا ہے تو مسلمانوں میں رائج ہے کہ وہ اس سال کی مبارک باد دیتے ہیں اور یہ بالکل جائز ہے کیونکہ پہلی بات تو یہ کہ شریعت نے اس سے منع نہیں کیا اور جس سے شریعت منع نہ کرے وہ کام بالکل جائز ہوتا ہے۔

جیسا کہ حدیثِ مبارکہ ہے:

اَلْحَلَالُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ

https:.//www.ashrafia.net

وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عَفَا عَنْهُ

یعنی حلال وہ ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کیا اور جس سے خاموشی اختیار رفرمائی (یعنی منع نہ فرمایا) وہ معاف ہے (یعنی اس کے کرنے پر کوئی گناہ نہیں)

(جامع ترمذی ابواب اللباس باب ماجاء فی لبس الفراء ،سنن ابن ماجہ ،المستدرک للحاکم)

دوسری بات نیا اسلامی سال اور محرم الحرام کا مہینہ ہمارے لیے مبارک اور اچھا ہے اور مبارک و اچھی بات کی مبارک باد دینا اس کی اصل صحیح حدیثِ مبارکہ سے ثابت ہے چنانچہ ''معراج کی رات جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر آسمانوں سے ہوا تو انبیائے کرام علیہم السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج پر مبارک باد پیش کی۔ (کما فی کتب الاحادیث مشہور)

سوال: محرم الحرام میں پانی یا شربت کی سبیل لگانا کیسا ہے؟

جواب: پانی یا شربت کی سبیل لگانا جب کہ نیت اچھی ہو اور مقصود خالص اللہ عزوجل کی رضا اور شہیدانِ کربلا کی ارواحِ طیبہ کو ثواب پہنچانا ہو تو بلاشبہ بہتر و مستحب اور کارِ ثواب ہے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تیرے گناہ زیادہ ہو جائیں تو پانی پر پانی پلا تو تیرے گناہ اس طرح جھڑیں گے جیسے سخت آندھی میں درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں''۔ (تاریخ بغداد، ج:۶، ص:۴۰۰، بیروت)

سوال: محرم الحرام میں درج ذیل کام کرنا کیسا ہے؟

(۱) مہندی لگانا (۲) لِپس اسٹک لگانا (۳) نئے کپڑے پہننا (۴) خوشی کا اظہار کرنا (۵) تیل لگانا (۶) خوشبو لگانا (۷) نیا مکان بنانا (۸) جھاڑو دینا (۹) شوہر کا اپنی بیوی سے صحبت کرنا (۱۰) بال کٹوانا (۱۱) بغلوں کے اور ناف کے نیچے کے بال مونڈنا اور صاف کرنا۔

جواب: مذکورہ ۱۱ / امور سب جائز ہیں، ان کے کرنے میں کوئی حرج و گناہ نہیں کیونکہ ان تمام امور سے شریعت نے منع نہیں کیا اور جس سے شریعت منع نہ کرے وہ جائز ہے بلکہ اگر کوئی سوگ منانے کی وجہ سے ان کاموں کو چھوڑے گا تو گناہگار ہوگا۔

نوٹ: البتہ واقعہ کربلا کی خوشی منانا ناصبیوں اور خارجیوں کا طریقہ ہے جو کسی مسلمان سے متصور نہیں ہو سکتا۔

سوال: کیا محرم الحرام میں نیاز کرنا جائز ہے؟

جواب: حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور دیگر شہیدانِ کربلا کی ارواحِ طیبہ کو ثواب پہنچانے کے لیے صدقہ و خیرات کرنا غریبوں اور رشتہ داروں کو کھچڑا، یا کوئی اور کھانا کھلانا جس کو عرف میں احتراماً نذر و نیاز کہتے ہیں جائز اور ثواب کا کام ہے اور اس کی اصل ایصالِ ثواب ہے اور ایصالِ ثواب قرآن و سنت سے ثابت شدہ ہے۔

ہاں! یہ خیال رہے کہ نیاز کی کوئی بھی چیز اس طرح پھینکنا جس سے وہ چیز پیروں کے نیچے آئے، بے ادبی ہے جس سے بچنا ضروری ہے۔ واللہ اعلم ورسولہ اعلم عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم

سرکارِ دو عالم ﷺ کے طبی ارشادات

حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ

سوہضم:

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ: ''میں تکیہ لگا کر کھانا نہیں کھاتا اس میں سوہضم کا بے حد خوف ہے''۔

(ابونعیم کتاب الطب)

اطبائے زمانہ کو بھی اس سے اتفاق ہے وہ تکیہ کے سہارے کھانا کھانے کو معدے کے فعل کی بے قاعدگی بتاتے ہیں۔

ضعف معدہ:

حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے کہ: ''کھانے کو ٹھنڈا کر کے کھایا کرو۔ اس واسطے کہ گرم کھانے میں برکت نہیں ہوتی''۔

(بستان ابوللیث)

طبی کتابوں میں لکھا ہے کہ گرم کھانے سے معدہ ضعف ہوتا ہے۔

ہضم طعام:

نبی مکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ: ''سرکہ بہت اچھا سالن ہے''

(مسلم ابوداؤد)

ارشاد ہوتا ہے: ''لوگو! گوشت کو چھری سے کاٹ کر نہ کھایا کرو یہ عجمیوں کی عادت ہے، بلکہ دانتوں ہی سے چھبا کر کھایا کرو اس سے ہاضمہ کا فعل قوی ہوتا ہے''۔

اطباء سرکہ کی تعریف میں طب للسان ہیں۔ طبی کتب کے قارئین اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ دانتوں کو معدہ سے کس قسم کا تعلق ہے اور اس قدرتی اوزار کی برکت ہی کا سبب ہے کہ معدہ میں جو غذا اس کے توسط سے پہنچتی ہے وہ جلد ہضم ہو جاتی ہے۔

گندہ دہنی ودرازی موو قولنج:

خاتم النبیین ﷺ فرماتے ہیں کہ: ''انجیر کا کھانا قولنج کو دفع کرتا ہے''۔ (جامع الکبیر)

حضرت امام موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: انجیر کا کھانا گندہ دہنی کو دور کرتا ہے اور بال دراز ہوتے ہیں اور قولنج جاتا رہتا ہے''۔ طبیب بھی انجیر کے خواص ایسے ہی بتاتے ہیں۔

اشفاز ہرگس:

رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا کہ: ''جب کبھی تمہارے کھانے میں مکھی گر جائے تو اس کو اس میں غوطہ دے دو (پھر اسے نکال کر پھینک دو) کیونکہ اس کے ایک پر میں زہر ہے اور دوسرے میں

https:.//www.ashrafia.net

شفاء، مکھی کی عادت ہے کہ پہلے وہ زہر والا پَر ہی کھانے کی چیزوں میں ڈالتی ہے“۔ (نسائی، ابوداؤد)

اطباء بھی مکھی کے پَر میں زہر کے قائل ہیں اور اس طرح کے علاج کو مفید بتاتے ہیں۔

صفائی رنگ:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم روایت کرتے ہیں کہ گوشت کھایا کرو، گوشت کھانے سے معدہ درست ہوتا ہے اور رنگ میں صفائی پیدا ہوتی ہے اور توند نکلنے نہیں پاتی۔ (ابو نعیم)

تقویت دماغ:

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: ”کدو کھانا اختیار کرو اس سے دماغ میں قوت زیادہ ہوتی ہے“۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: ”پکاتے وقت ہانڈی میں کدو ڈال لیا کرو کہ اس سے غمگین دل کو آرام ہوتا ہے“۔

اطبا کدو میں اثر کے قائل ہیں اور دماغ کے عارضہ میں اس کا حلوہ استعمال کرنے کی رائے دیتے ہیں۔

رطوبت شکم:

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کھیرے کو نمک کے ساتھ کھایا کرتے تھے۔ (ابو نعیم)

کھیرے کے فوائد اطباء کی زبان:

کہتے ہیں کہ جس شخص کو پیشاب کم آتا وہ کھیرے کا استعمال زیادہ کرے تو اس کو کثرت سے پیشاب آئے گا اور طبیعت بحال ہو جائے گی۔ سنگ مثانہ جیسے مہلک مرض کو کھیرے کا استعمال نیست و نابود کر دیتا ہے اور خارش میں بھی مفید ہے۔

بقائے جوانی:

حضور معلمِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: ”لوگو! رات میں کھانا ضرور کھایا کرو کیونکہ رات کا کھانا ترک کرنے سے بڑھاپا جلد آجاتا ہے“۔ (ابو نعیم)

حفظ ماتقدم برائے دنداں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ: ”خلال کا ترک کرنا دانتوں کو سست کرتا ہے“۔ (ابو نعیم)

حکماء نے بھی لکھا ہے کہ اگر دانتوں کی درازوں سے غذا کے ریزے دور نہ کیے جائیں تو دانتوں کو نقصان پہنچتا ہے۔

خون جراحت:

جنگِ اُحد میں پیغمبر آخر زماں صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے سے نیچے تشریف لا رہے تھے کہ خود جو سر کے اوپر تھا اس کی سیخ رخسار مبارک میں آگئی۔ ایک صحابی نے اس کی سیخ کو اپنے دانتوں سے نکالنے کی کوشش کی، ان کے بھی دانت ٹوٹ گئے، حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ: میں خون دھوتی تھی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم پانی ڈالتے تھے اور خون بند نہیں ہوتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیفیت دیکھی تو فرمایا کہ: ”بوریئے کا ٹکڑا جلا کر اس زخم میں بھر دیا جائے“۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور خون بند ہو گیا۔ (سفر السعادت)

آج تجربہ بھی اس کا موید ہے اطبا بھی اس علاج کو قابل عمل قرار دیتے ہیں۔

https://www.ashrafia.net

الاشرف نیوز

صاحبزادہ سید صابر اشرف جیلانی

ماہانہ درسِ قرآن:

۷ رجون بروز جمعہ بعد نمازِ عشاء جامع مسجد نورانی G-11 نیو کراچی ماہانہ درسِ قرآن کا سلسلہ کافی عرصے سے جاری ہے، ہر انگریزی مہینے کے پہلے جمعہ کو جامع مسجد نورانی میں درسِ قرآن کی محفل منعقد ہوتی ہے۔ اس مرتبہ جلسہ تحفظِ ختمِ نبوت کا انعقاد کیا گیا۔ جس سے حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں مسئلہ ختم نبوت کو بڑے واضح اور احسن انداز کے ساتھ عوام الناس کو سمجھایا اور مبارک ثانی کیس بارے میں بھی تفصیلاً گفتگو فرمائی۔ آپ نے فرمایا: ”جب تک علمائے حق، علمائے اہلسنت موجود ہیں ان شاء اللہ قانونِ تحفظِ ختمِ نبوت میں کسی قسم کی کوئی ترمیم نہیں کی جاسکتی“۔ آپ کے خطاب کے بعد صلوٰۃ و سلام کا نذرانہ پیش کیا گیا اور خصوصی دعا ہوئی۔

عرسِ حضرت سید علی ہمدانی علیہ الرحمہ:

۹ رجون بروز اتوار بعد نمازِ ظہر دار العلوم قمر السلام سلیمانیہ، کلفٹن کراچی میں خانوادۂ ہمدانیہ کے چشم و چراغ حضرت علامہ پیر سید عظمت علی شاہ صاحب ہمدانی مدظلہ العالی ہر سال کی طرح اس سال بھی اپنے جدِ اعلیٰ امیر کبیر، صاحبِ شریعت و معرفت حضور سیدی و سندی میر سید علی ہمدانی قدس سرہ کا سالانہ عرس منعقد کیا۔ جس میں ملک پاکستان کے علماء و مشائخ نے خصوصی شرکت کی حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے اس محفل میں خصوسی شرکت فرمائی اور اپنے خطاب میں حضرت سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ مبارکہ پر روشنی ڈالی۔

اجتماعاتِ عید الاضحیٰ:

الحمدللہ! اس سال بھی خانوادۂ اشرفیہ کے افراد نے مختلف مقامات پر نمازِ عید الاضحیٰ کے اجتماعات سے خطاب کیا اور نمازِ عید الاضحیٰ کی امامت فرمائی۔

جامع مسجد غوثیہ، گلبہار میں حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے خطاب فرمایا اور ۷:۳۰ بجے نمازِ عید الاضحیٰ کی امامت فرمائی۔

جامع مسجد نورانی، خالد آباد میں زینت المشائخ ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے خطاب فرمایا اور ۷:۳۰

https:.//www.ashrafia.net

بجے نمازِ عید الاضحیٰ کی امامت فرمائی۔

جامع مسجد قادری، خاموش کالونی میں صاحبزادہ سید حسنین اشرف جیلانی نے خطاب فرمایا اور ۸ بجے نمازِ عید الاضحیٰ کی امامت فرمائی۔

عیدگاہ گراؤنڈ (عیدگاہ کمیٹی کے تحت) وحید آباد میں مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے خطاب فرمایا اور ۷ بجے نمازِ عید الاضحیٰ کی امامت فرمائی۔

جامع مسجد قطبِ ربانی، درگاہ عالیہ اشرفیہ میں مخدوم زادہ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے خطاب فرمایا اور ۷:۱۵ بجے نمازِ عید الاضحیٰ کی امامت فرمائی۔

اجتماعی قربانی:

الحمدللہ! ہر سال کی طرح اس سال بھی **"سمنانی ویلفیئر ٹرسٹ"** کے زیر اہتمام حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی کی زیر نگرانی اجتماعی قربانی اور وقف قربانی کا سلسلہ احسن طریقہ سے انجام پذیر ہوا جس میں مریدین و معتقدین نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ سمنانی ویلفیئر کے زیر اہتمام غریب و نادار اور وہ سفید پوش حضرات جن میں خصوصاً سادات کرام بھی شامل تھے ان تک خاموشی کے ساتھ قربانی کا گوشت پہنچایا گیا۔

قربانی کی کھالیں:

"جامعہ طاہر اشرف" کے زیر اہتمام کھالوں کے جمع کرنے کا سلسلہ بھی جاری رہا جس میں پورے کراچی سے کارکنان نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے تمام کارکنان اور وہ مریدین جنہوں نے اس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تمام کے لیے خصوصی دعا فرمائی۔

شادی خانہ آبادی:

۲۱/جون بروز جمعہ بعد نمازِ عشاء درگاہِ عالیہ اشرفیہ میں حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی کے فرزندِ ثانی مخدوم زادہ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی مدظلہ العالی شادی خانہ آبادی کے سلسلے میں پرائیوٹ محفل نعت و سماع منعقد کی گئی۔ جس میں خانوادۂ اشرفیہ کے فرزندان نے بارگاہِ رسالت میں نعتِ رسولِ مقبول کا نذرانہ پیش کیا۔ بعدازاں عالمی شہرت یافتہ ثناء خواں، بلبل باغِ مدینہ الحاج محمد اویس رضا قادری مدظلہ العالی نے اس محفل میں خصوصی شرکت فرمائی۔ تقریباً ایک گھنٹے بڑے ذوق و شوق کے ساتھ نعتوں کا نذرانہ پیش کیا اور آخر میں **"دعائیہ سحرا"** بھی پڑھا۔ حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے محفل نعت کے اختتام پر دعا فرمائی دعا کے بعد عشائیہ کے اہتمام ہوا، خانوادۂ اشرفیہ کے تمام افراد نے ماحضر تناول فرمایا۔ اس کے بعد مختصر محفل سماع بھی منعقد ہوئی جس میں محمد علی اشرفی قوال و ہمنوا نے عارفانہ کلام پیش کیا۔

محفلِ ولیمہ:

۲۹/جون بروز ہفتہ بعد نمازِ عشاء محفل ولیمہ منعقد کی گئی۔ جس میں ملک و بیرونِ ملک سے آئے ہوئے مہمانانِ گرامی نے خصوصی شرکت فرمائی۔ ان میں حضرت علامہ مفتی غلام شبیر عثمانی القادری مدظلہ العالی، حضرت علامہ غلام غوث بغدادی مدظلہ العالی، حضرت

https:.//www.ashrafia.net

علامہ مفتی محمد جان نعیمی مدظلہ العالی، محترم جناب ڈاکٹر محمد حنیف طیب صاحب، حضرت علامہ مفتی محمد شریف سعیدی مدظلہ العالی، حضرت علامہ ڈاکٹر عزیر محمود الازہری مدظلہ العالی، ڈاکٹر قمر جاوید صاحب زیدمجدہٗ، ڈاکٹر غضنفر تاجی زیدمجدہٗ، حضرت علامہ اکرام حسین القادری مدظلہ العالی، حضرت علامہ محمد مختار اشرفی مدظلہ العالی حضرت مولانا محمد اشفاق اشرفی مدظلہ العالی، مولانا محمد طالب قادری اشرفی مدظلہ العالی، حضرت علامہ حامد علی مہروی مدظلہ العالی، حضرت علامہ مفتی اسحاق مدنی مدظلہ العالی، حضرت علامہ محمد اشرف گورمانی مدظلہ العالی، حضرت علامہ ظہور احمد قادری اشرفی مدظلہ العالی، محترم جناب ریاض علی اشرفی زیدمجدہٗ، ڈاکٹر محمد معین قریشی زیدمجدہٗ، محترم جناب صاحبزادہ معظم علی قریشی زیدمجدہ، محترم جناب ڈاکٹر سلمان صاحب زیدمجدہٗ خانوادۂ اشرفیہ کی جن حضرات نے شرکت فرمائی ان میں: محبوب المشائخ صاحبزادہ سید محبوب اشرف جیلانی، ابوالوقار صاحبزادہ سید صابر اشرف جیلانی، زینت المشائخ صاحبزادہ حکیم سید اشرف جیلانی، صدر المشائخ صاحبزدہ سید اعراف اشرف جیلانی، نور المشائخ صاحبزادہ سید مصطفٰے اشرف جیلانی، جناب محترم جمشید علی صاحب، جناب سید جاوید اشرف جیلانی، جناب سید فیضان اشرف جیلانی، جناب سید ارسلان اشرف جیلانی، صاحبزادہ سید اظہار اشرف جیلانی، جناب محترم شانِ کریم صاحب ودیگر شامل ہیں۔

محفل نعت وبیان:

۲۸ رجون بعد نمازِ عشاء چاندی لان، ناظم آباد میں جناب سمیع اللہ انصاری واہل خانہ کی جانب سے عظیم الشان محفل نعت و بیان بسلسلہ سالانہ عرس خلیفۂ اشرف المشائخ حضرت علامہ قاری محمد نثار الحق صدیقی اشرفی علیہ الرحمہ منعقد کی گئی۔ جس میں ملکِ پاکستان کے مشہور و معروف ثناء خواں نے شرکت کی جناب محمود الحسن اشرفی نے اپنے مخصوص انداز میں بارگاہِ سرورِ کونین ﷺ میں ہدیۂ نعت پیش کیا۔ بعد ازاں حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے خصوصی خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں بزرگانِ دین کی ۳ صفات پر روشنی ڈالی۔ پہلی قلتِ کلام یعنی کم بولنا، دوسری قلتِ طعام یعنی کم کھانا، تیسری قلتِ منام یعنی کم سونا۔ فرمایا یہ تین چیزیں بزرگانِ دین کی زندگی میں پائی جاتی ہیں کہ وہ صرف ضرورت کے وقت کلام کرتے، عبادت کے لیے کھانا کھاتے اور جب جسم حد سے زیادہ تھک جاتا تو پھر کچھ دیر آرام کرتے وہ بھی اس نیت کے ساتھ کہ ہم عبادت اور مخلوقِ خدا کی خدمت کے لیے دوبارہ سے تیار ہوں۔ اگر آج ہم ان چیزوں پر عمل کر لیں ان شاء اللہ حقیقی کامیابی نصیب ہوگی۔

ماہانہ درسِ قرآن:

جامع مسجد اولیاء، لیاقت آباد میں ماہانہ درسِ قرآن کی محفل منعقد کی گئی، جس میں خصوصی خطاب زینت المشائخ صاحبزادہ حکیم سید اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں قربانی کے موضوع پر مدلل گفتگو فرمائی۔ خطاب سے قبل صاحبزادہ سید جہانگیر اشرف جیلانی نے ہدیۂ نعت پیش کی۔ محفل کے اختتام پر خصوصی دعا اور لنگر کا اہتمام ہوا۔